"نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت"

نیک نام اور تجربہ کار بننے کا مجرب نسخہ - دنیا کے نشیب و فراز سمجھنے کا مفید آلہ - رنج و خوشی کا دلفریب فوٹو - اردو

لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ - یعنے ایک تجربہ کار لائق اور نامور ڈپٹی کلکٹر کی زندگی کے سچے حالات

الموسوم بہ

سیرۃ المجید

جسکو

ملا نظام الدین حسن نظامی بدایونی مصنف ناول رضیہ مسعود و اسلامی جوش شہدائے صبح میلاد نے

حسب فرمایش

عالیجناب منشی محمد وحید الدین صاحب رئیس بدایون خلف الصدق مولوی حمید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر مرحوم

مرتب کیا

اور منشی احمد حسین منیجر مطبع کے اہتمام سے منشی محمد آغا جان صاحب کے

وکٹوریہ پریس بدایون میں چھپی

LYTTON LIBRARY M.A.O. COLLEGE ALIGARH
No. 11071
Dated

قیمت فی جلد [illegible] CHECKED
Date.......... فیض الحسن سہاب پوری نے نوشت

شکریہ اور گذارش

مین اپنے پیارے اور لایق بھائی مولوی نظام الدین حسین نظامی کا سچے دل سے شکریہ
ادا کرتا ہون کہ انھون نے صرف میری ایک سرسری سی درخواست پر خیال کر کے جناب ملا صاحب
کی زندگی کے سچے حالات کو ایک نہایت قابل قدر لایق تحسین دلچسپ اور موزون طریقہ
بہت تھوڑے سے عرصہ مین مرتب کر دیا۔ مین نے مناسب سمجھا کہ جو کچھ آنحضرت نے لکھا ہے وہ اپنے ہی تک
نہ رکھون بلکہ دوسرے بھی اس سے فایدہ اٹھاوین۔ چونکہ اسکی اشاعت سے کوئی ذاتی نفع
نہین ہے اسلیئے مین نہایت ادب سے اس کتاب کو اپنے پیارے کالج کی نذر کرتا ہون
امید ہے کہ ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جنکو اردو لٹریچر سے تھوڑا بہت مذاق ہے اور
قومی کالج کی مدد کو اپنا فرض سمجھتے ہین اسکی ضرور قدر کرینگے۔

صرف ڈیپوٹی شاپ محمڈن کالج علیگڈہ سے ملسکتی ہے۔

نیازمند محمد وحید الدین طالب علم ایم۔ اے۔ او کالج علیگڈہ

بدایون ۷ ہر دسمبر ۱۸۹۶ء

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U364
AZAD LIBRARY A.M.U. MAULANA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولف کی ایک مودبانہ التماس

مولف اس رسالہ مین اس صوبہ کے ایک مشہور ڈپٹی کلکٹر اور ایک قابل شخص کی سوانح عمری لکھیگا۔
ابتدا ... سوانح عمری لکھنے کا رواج ہمارے ملک مین بہت ہی کم ہے۔ یورپ مین عام طور پر مشہور لوگون کے
سوانح جنکے پڑہنے سے دلمین عمدہ تحریک پیدا ہوتی ہے۔ لکھے جاتے ہین۔ ہندوستان مین بہت سے ایسے
شخص گذرے ہین کہ جنکے بڑے بڑے کام ضرور اس قابل ہین کہ اونکے حالات کو شایع کرکے ہم اون
سے ... حاصل کرین۔ ہم ہی نہین بلکہ ہماری آیندہ نسلون کو بھی اون سے بہت کچھ فایدہ پہونچ سکتا
ہے۔ لیکن متقدمین کے مفصل حالات کا تو ہم تک پہنچنا نہایت دشوار ہے اسلیئے انکی بیوگرفی تو
... ساتھ لکھنا ہمکو ممکن نہین۔ البتہ ان معززا ور نامور اشخاص کی جو خود ہمارے زمانے مین گذرے
... سلام مین الف ... لکھنے کی طرف اگر توجہ کیجاتے تو ہم بیوگرفی کو اپنی زبان مین بہت کچھ ترقی دیسکتے
ہین۔ بیوگرفی ایک نہایت ہی مفید چیز ہے۔ حضرت خواجہ حالی نے اسکی نسبت لکھا ہے
"بیوگرفی علم اخلاق کی نسبت ایک اعتبار سے زیادہ سودمند ہے کیونکہ علم اخلاق سے صرف نیکی اور بدی کی
ماہیت معلوم ہوتی ہے اور بیوگرفی سے اکثر نیکی کے کرنے اور بدی سے بچنے کی نہایت زبردست
تحریک دلمین پیدا ہوتی ہے اور اسلاف کے ستودہ کامون کی ریس کا شوق دامنگیر ہوتا ہے۔"
... زمانہ متوسط مین بیوگرفی کی طرف مسلمانون کی زیادہ توجہ مائل رہی ہے۔ اونکے اوس زمانے کی
... غیر قومون مین نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ عربی مین بیوگرفی کو ترجمہ
تذکرہ کہتے ہین۔ پہلے عام طور پر بیوگرفی کو قصہ اور روایت کے طور پر لکھا کرتے تھے جیسے ...

کا حصہ زیادہ ہوتا تھا - لیکن معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے
محدثین نے جو تذکرہ راویان حدیث کے لکھے ہین وہ ثابت کرتے ہین کہ مسلمانون نے رجال
کی بھی کوشش کی ہی - اور کسقدر احتیاط سے کام لیا ہے اونکی نیکی اور بدی کے حالات
رعایت بے کم وکاست لکھے گئے ہین - ڈاکٹر اسپرنگر کا قول ہی کہ مسلمان علم رجال پر جسقدر فخر
کرین بجا ہی - پس ہماری قوم اگر بیوگرفی کی طرف توجہ کرے تو کوئی نئی بات نہین - مین
حسن القصد ورا اس قابل شخص کے حالات جسکی بیوگرفی اس رسالہ مین لکھی گئی ہی نہایت کو
سے بہم پہونچاتے ہین کیونکہ ہمارے ملک مین ڈائری یا اپنے روزمرہ کے حالات لکھ
دستور نہین ہی اسوجہ سے مرنے کے پیچھے کسیکے مفصل اور صحیح صحیح حالات دریافت
مین نہایت دقت واقع ہوتی ہی - اس موقعہ پر مجھے اپنے بزرگ خاندان جناب مولوی حافظ
حاجی مجاہد الدین ذا آل احمد صاحب بدایونی کا شکرگذار ہونا چاہیئے کہ انہون نے
صاحب کی سوانح کے جو بچپن سے متعلق ہین لکھنے ہین اور خاندانی حالات جمع کرنے مین مجھے
مدد دی ہی - مین کہہ سکتا ہون کہ اگر ہندوستان مین ایک ڈپٹی کلکٹر کی سوانح عمری کے شائع ہو
پہلا موقعہ نہین ہی تو میرے وطن مین اس قسم کی یہہ پہلی کتاب ضرور ہی جو آج آپکے مبا
ہاتھون مین گے۔

حفیظ نظامی عفی عنہ

مقام بدایون - ۱۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء

ڈپٹی صاحب کا نام نسب۔ ولادت بچپن اور تعلیم

ں صاحب بہادر کا مبارک نام حمید الدین احمد تھا۔ بدایون کے ایک مشہور خاندان
لی کے ممبر تھے۔ یہ خاندان سنہ ۶۱۰ھ سے بدایون مین آباد ہے۔ اسکا سلسلہ حضرت ابوبکر
دیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ یہ حضرت کے بڑے صاحبزادے حضرت
بد الرحمن نامی سے جاری ہوا ہے۔ اونکی اولاد مین سے ایک مرد بزرگ عبد اللہ سنہ ۶۱۰ھ
نی گہ سے چلکر بدایون تشریف لائے تھے۔ جو حضرت عبد الرحمن سے چھٹی پشت مین تھے
یخ عبد اللہ نے یہ سفر معہ اپنی بی بی و صاحبزادہ شیخ یحیٰی اللہ کے اختیار کیا تھا
ستہ مین بمقام لاہور قیام کیا۔ چنانچہ شیخ یحیٰی اللہ کی اولاد جو وہین رہے لاہور مین اب تک
باد ہے۔ شیخ یحیٰی اللہ کو لاہور مین چھوڑکر خود معہ بی بی صاحب کے بدایون آئے۔ اور یہیں
ہان ہی رہے سہے۔ بدایون مین اونکی اولاد جو بہ اپنی لیاقت علم اور فضل کے شایان
سلام کے وقت سے اسوقت تک معزز شمار کیجاتی ہے بہت سے ممتاز اور نامور شخص اس خوش
یب شخص کی اولاد مین پیدا ہوئے۔ اور اپنے جد بزرگ کا نام روشن کر کے خاک مین ملگئے اگر
ن سب کا ذکر اس مختصر رسالہ مین کیا جائے تو ایک جداگانہ کتاب طیار ہوسکتی ہے۔ اسلیئے ہم
اسب سمجھتے ہین کہ اون مین سے صرف معدودے چند کا کچھ حال لکھین سب سے پہلے ہم اس خاندان
سب سے زیادہ مشہور اور سب سے معزز شخص شیخ شمس الدین الملقب بہ جہجار خان
ھتے ہین۔ ابتدا مین یہ شیر شاہ سور کے امیرون مین داخل تھے۔ جب سلطنت کا
پلٹا اور پھر مغلون کا ڈنکا بجا اور شہنشاہ اکبر کا عہد ہوا تو بیرم خان خانخانان کی

مدد سے شاہی دربار میں اونکو اعلے درجہ کی عزت اور ثروت حاصل ہوئی۔ نشان و نقارہ ساتھہ رہتا تھا۔ بادشاہ نے عین مہربانی اور قدر افزائی سے ایک باغ سو بیگہ پختہ سواد بدایون میں بذریعہ فرمان شاہی عطا کیا تھا جو چھجار خانی کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ فرمان مذکور میں شہنشاہ ہند نے اونکو اسطرح مخاطب کیا ہے "زبدۃ الاعاظم والاعیان قدوۃ الاماجد والاقران نتیجۃ المشائخ العظام شیخ محمد شمس الدین بدہن المخاطب چھجار خان سلامت"

اور شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں لکھا ہے کہ "من از زبان اقدس شنیدہ ام کہ روزی بہ جمعیت قلیل در شکار بودم خبر رسید کہ ساکنان سکیٹ کراولی با عامل بادشاہ بجنگ آمدہ از انجا ارادہ کردم۔ در اثنا راہ پائے فیل بادشاہی در چقر در آمد چہ بسیار شد کہ فیل معہ عماری بزمین آید چھجار خان بدایونی از پشت فیل خود بر جست و بدستیاری دست خود پائے فیل را خود بدولت از چقر بر آورد"

ہندستان کے مشہور ہسٹورین ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں انکی نسبت لکھتا ہے "کہ چھجار خان در اوائل سلطنت افاعنہ بہ صوبہ داری ہند مقرر بود و پیلے در انجا تعمیر کردہ۔ در آخر عمر مدد معاش خود قانع شدہ ترک خدمت و منصب کردہ مقبرہ عالیشان در سر گور خانہ پدران بنا ساختہ و سنگے کہ بر پیشانی مشرق کنایندہ نہادہ است بران مرقوم است این گنبد از ان چھجار خان عرف شیخ بدہن بن سعد اللہ قریشی در عہد سلطنت سلطنت سلیم شاہ در سنہ ۹۵۰ھ اتمام یافت"

اس نامی شخص کو خدا تعالے نے چونکہ اولاد سے محروم رکھا تھا اسلیئے اوسکی ریاست اوسکے بھتیجے ملا محمد یوسف کو ملی جسکو اوسنے خود اپنی زندگی میں جانشین مقرر کر دیا تھا ملا محمد یوسف کا رسوخ شاہی دربار میں محمد شمس الدین سے کچھہ کم نہ تھا۔ اونکے وقت میں جلال الدین اکبر کا جانشین جہانگیر سلطنت کر رہا تھا۔

اونکو جہانگیر نے اپنی تعلیم کے لیئے منتخب کیا تھا۔ اور بادشاہ کی اوستادی کا فخر اونکو حاصل تھا۔ مدت تک صوبہ پٹنہ میں حکمران رہے۔ ہاشم باغی نے اوس نواح میں اوس وقت بڑی اودھم مچا رکھی تھی۔ بادشاہ کو اوسکی قلع قمع کی فکر تھی۔ لیکن اوسکی

بیچکلی کی کسیکو جرأت نہ پڑتی تھی۔ کیونکہ اس کام کا انجام پانا فطرت کو مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاتھ سے منظور تھا۔ آخر کو مولانا نے قدرت کی اس منشا کو پورا کرکے بادشاہ کی نظر مین نہایت عزت اور وقعت حاصل کی۔ آخر عمر مین بادشاہ نے انکو کالنجر کا قلعہ دار بنایا وہین انھون نے ۸ ربیع الاول ۹۵۵ھ کو اس دنیا سے کوچ کیا۔ اونکی اولاد نے بھی اونکے بعد اس خاندان کی عزت کو قایم رکھا۔ اور اسیطرح بادشاہ وقت کی وفاداری اور جان نثاری کو اپنا فخر سمجھکر شاہی نظرون مین افتخار پایا۔ اونکے فرزند شیخ محمد کلیم اللہ بڑے ذی مراتب و مناصب شخص ہوئیے۔ بادشاہ وقت کی طرف سے اوقاف کے متولی تھے اسیوجہ سے اونکی اولاد کو اتبک **متولی** کے لقب سے پکارتے ہین۔ بادشاہ وقت نے موضع کھرپا پرگنہ بدایون انھین کو خیر خواہی کے صلہ مین نسلاً بعد نسلاً معاف کیا تھا۔ چنانچہ یہ موضع اتبک اونکی اولاد کے قبضہ مین ہے۔ مولانا **درویش محمد** کے وقت مین اختیارات تولیت کو وسعت دی گئی۔ یہ صاحب بدایون کے ناظم تھے۔ انکے بعد شیخ **وہاب الدین موحد** بھی فخر خاندان پیدا ہوئیے۔ انکی نظم اور نثر اعلے درجہ کی ہوتی تھی۔ فارسی مین انکا دیوان موجود ہے۔ فرمایا ہے کہ۔

موحد از میکدہ امروز پریشان برخاست
بکفے دست نگاری بکفے مینائے

انکے وقت مین روہیلون کی عملداری تھی۔ اونکی طرف سے داتا گنج ضلع بدایون مین تحصیلدار تھے اونھین کے وقت مین سلطنت کی کایا پلٹ ہوئی اور انگریزی سکہ جاری ہوا۔ برٹش حکام نے بھی اونکی اس عزت کو قایم رکھا اور یہ بدستور اپنے عہدہ پر مامور رہے۔ اور بتاریخ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۲۰ء مطابق ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۲۳۵ھ راہی ملک بقا ہوئیے۔ اب وہ وقت تھا کہ برٹش عہد کی برکتون نے ہندوستان پر اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ اس خاندان کی یہ بڑی خوش نصیبی تھی کہ باوجود انقلاب حکومت کے اس جلیل القدر خاندان کی عزت اور اقتدار مین فرق

نہین آیا اور اوسیطرح اس نئے راج مین بھی اوسکا دور دورہ رہا - جن لوگون نے برٹش عہد مین امتیاز حاصل کیا اونمین ایک مولوی **جمال الدین حسن** تھے جو ممدوح موصوف کے پوتے تھے جو غدر سے پہلے ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری اور تھوڑی ملک اودہ مین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے اور بعد غدر بھی انھون نے آپکو بغاوت کے بدنما دھبہ سے پاک وصاف ثابت کرکے ڈپٹی کلکٹری حاصل کی آخر دفعہ مین ضلع جہانسی مین ڈپٹی کلکٹر تھے - بوجہ بیماری رخصت لیکر مین پوری آئے تھے بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۷ جون ۱۸۷۶ع یعنی ۴ جمادی الاولی ۱۲۹۳ھ کو وہین انتقال کیا - مولوی **جمال الدین حسن** نہایت عقیل معاملہ فہم اور ذی علم تھے - صاحب تصانیف بھی تھے - اردو نظم مین "**تشبیہ احمدی**" اور پیمایش و بندوبست وغیرہ کے متعلق کتاب "جمالات دہی" آپکی مشہور کتابین ہین - آخر الذکر کتاب لاٹ صاحب بہادر کے حکم سے ۱۸۵۵ء مین آگرہ کے چھاپہ خانہ مین چھپی تھی اور یہہ کتاب بفرمایش چارلس رچیس صاحب بہادر کمشنر قسمت لاہور صاحب لوگون کو اس ملک کی [illegible] سے واقف ہونے کے واسطے لکھی گئی تھی - اور اسمین ایسی باتین بھی درج ہین کہ جنکا جاننا اس ملک کے زمینداروں کے نوجوان بچون اور ان لوگون کو جو سرکاری نوکری کرنا چاہتے ہین نہایت ضروری ہے - چنانچہ یہہ کتاب صاحب ڈائرکٹر بہادر آف پبلک انسٹرکشن بہادر کی راے سے مدتون تک یہان کے مدارس مین بھی جاری رہی -

مولوی **حمید الدین احمد** جنکی سوانح عمری ہم لکھ رہے ہین ایسی نامی شخص کے فرزند اکبر تھے -

۲۲ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ کو جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو ۱۸۵۰ سال گذر چکے تھے سال ۱۸۴۴ء کے تیسرے مہینے کا چھبیسوان دن شروع تھا - آپ پیدا ہوئے - روز پیدایش سے آثار اقبال بلندی اس ہونہار بچہ کی صورت سے نمایان تھے - ہاتھون کی خوبصورت چوڑی اور ناخن جنمین سرخی جھلک رہی تھی اور فراخ پیشانی اوس بڑے نصیبے کی شہادت دے رہی تھی جو آپکو آیندہ حاصل ہونے والا تھا اور بتلا رہی تھی کہ آپ بڑے ہوکر ذہین اور طباع

ثابت ہوں گے۔ بچپن میں آپ حد سے زیادہ غریب تھے۔ رونا مطلق نہیں جانتے تھے۔ کہہ سکتے ہیں
کہ علم آپکی گھٹی میں پڑا تھا۔ بچپن ہی سے آپ ایک عجیب مہذب طریقے سے ہنستے تھے یہانتک کہ
شاید آپ اپنی تمام عمر میں کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسے۔ پانچ برس کی عمر میں رسم بسم اللہ ادا ہوئی
اور یہ وہ زمانہ تھا کہ اب آپ میں اسقدر سمجھ آگئی تھی کہ جو بات سکھائی جائے اُسے ادا کر لیں۔
گویا اسوقت سے آپکی تعلیم شروع ہوگئی تعلیم کا حال تو ہم آیندہ لکھینگے اسوقت آپ کے بچپن
کی حالت اور اپنی تربیت کا بیان کرتے ہیں۔ آپکی تربیت اعلٰے درجہ کی ہوئی اور کیوں نہ ہوتی
اول تو آپ میں نیک بات کی قبولیت کا خود مادہ موجود تھا اور پھر ایک پدر مہربان کا جو اعلٰے
درجہ کا عقلمند اور ذی علم شخص تھا سایہ عاطفت سر پر تھا۔ بڑے بڑے تنخواہ کے معلم اور ٹیوٹر
موجود تھے۔ یہ ایسے باپ کی تعلیم اور تربیت کا اثر تھا کہ مرتے دم تک آپکا برتاؤ خوش خلقی کا سا
باوجود اس ثروت اور حکومت کے چھوٹے بڑوں سب سے نہایت ملنساری سے پیش آتے تھے۔ آپ
کو والد مرحوم نے صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم بھی خاص طور پر دی تھی بچپن میں بلاناغہ روزانہ غسل
کرنا سکھایا گیا تھا جسکا یہ اثر ہوا کہ علاوہ ظاہری صفائی کے خدائے تعالےٰ نے باطن کی صفائی بھی آپکو
عطا کی تھی۔ ڈپٹی صاحب کی تعلیم مین پوری میں جہاں آپکے والد ڈپٹی کلکٹر تھے شروع
ہوئی۔ اول ایک بزرگ اور خدا شناس حافظ محمد عارف صاحب نے آپ کو قرآن شریف
کی تعلیم دی۔ جسوقت آپنے قرآن شریف ختم کیا آپکی عمر صرف آٹھ سال کے قریب
تھی اسکے بعد ہندوستان کے قدیم اور معمولی طریقہ کے موافق فارسی کی تعلیم شروع
ہوئی۔ ۱۲ برس کی عمر میں عربی شروع کی۔ عربی کی تعلیم ایک بڑے جید مفتی۔ مولانا اسد اللہ
صاحب الہ آبادی سے پائی تھی جو عدالت العالیہ صدر نظامت آگرہ میں بعد کو قاضی القضاۃ ہو گئے۔
۱۴ برس کی عمر میں آپنے صرف و نحو سے فراغت پائی۔ پھر قرآن شریف کو با معنے پڑھا۔ اسکے
بعد آپکے والد بزرگوار نے یہ دیکھ کر کہ نیچر نے عقل کا پورا اور کافی مادہ عطا کر کے آپکے دماغ کو پہلے
سے اس قابل بنا دیا تھا کہ آپکو عقلی علوم کی تعلیم دیجائے آپکو معقول کی طرف متوجہ کیا اسوقت

ہندوستان کے عام مسلمانون مین خصوصاً ہمارے شہر کے پڑھے لکھے گھرانون مین دنیوی علوم تواریخ جغرافیہ ۔ علم کیمیا ۔ ریاضی ۔ علم ہیئت ۔ منطق ۔ فلسفہ کا سیکھنا سکھانا کفر خیال کیا جاتا تھا ۔ چنانچہ شہر کے بعض ملا اب تک اس خیال کے پابند ہین لیکن اس خیال کا اثر ڈپٹی صاحب کی تعلیم مین کچھہ حارج نہ ہوسکا ۔ کیونکہ وہ جس گھر مین پیدا ہوئے تھے اوسمین مولوی جلال الدین[*] باقر ایسے عالم باعمل کی تعلیم کا اثر جنکی رائے ان ملاؤن کے بالکل خلاف تھی اب تک موجود تھا گو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دنیوی علوم کی بہ نسبت علم دین سے زیادہ شوق تھا لیکن آپ دنیوی علوم کی تحصیل بھی انسان کے لیئے ابتداءً وراثۃً ضروری خیال فرماتے تھے ۔ غرض ڈپٹی صاحب نے جغرافیہ تاریخ ریاضی ۔ منطق مین بہت لیاقت حاصل کرلی آخر عمر مین باوجود مشق چھوٹ جانے کے آپ حساب کے بڑے بڑے سوال جو اس زمانہ کا طالب علم گھنٹون مین نکالتا ۔ چٹکیون مین لگا دیتے تھے حافظہ کا یہہ حال تھا کہ منطق کی کتابون کی عربی عبارتین جو بچپن مین پڑھی تھین آخر عمر تک آپکو لفظ بہ لفظ ازبر تھین ۔ سچ یہ ہے ذہانت اور حافظہ فطرت کے خاص تحفہ مین جو خاص خاص دماغون کو عطا کیئے جاتے ہین ۔ چونکہ ڈپٹی صاحب ہمیشہ اپنے والد کے ساتھہ ساتھہ رہے اسوجہ سے جس جس ضلع مین بڑے ڈپٹی صاحب رہے آپکا سلسلہ تعلیم وہان جاری رہا ۔ مولوی احسان علی صاحب مرادآبادی جو بھوپال مین ایک معزز عہدہ پر مقرر تھے اور مولوی منظور[**] احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر سے مختلف اوقات مین تعلیم پاتے رہے ۔ آخر مین مولوی رحیم بخش صاحب سے جو جالون وغیرہ کی طرف اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے ہین ۔ تعلیم پائی فرمایا کرتے تھے کہ انشاپردازی کا فن مینے خاص کر مولوی صاحب موصوف سے سیکھا ہے ۔

---

[*] جناب مولوی صاحب ممدوح ڈپٹی صاحب بہادر کے حقیقی عم مکرم تھے ڈپٹی صاحب کی تعلیم شروع ہونے سے کئی سال پہلے آپکا انتقال ہوچکا تھا

[**] مولف باقیات الصالحات نے ڈپٹی صاحب کے حالات لکھتے ہوئے آپکو مولوی نذیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر دہلوی کا شاگرد لکھا ہے ۔ غالباً یہہ مغالطہ ہے دراصل آپکو مولوی منظور احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر سے تلمذ تھا ۔

اس موقعہ پر ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہین کہ ہمارے ہر دالعزیز ڈپٹی کلکٹر نے زمانہ طالب علمی مین بوجہہ اپنی خداداد ذہانت کے کبھی اُن محنتون سے کام نہین لیا جس کا حال ہمنے اکثر مشرقی طالب علمون کی لائف مین دیکھا اور سنا ہے۔ مثلاً ارسطو جو ایک مشہور فلاسفر گذرا ہے جب پڑہنے بیٹھتا تو ایک لوہے کا گولہ ہاتھ مین رکھہ لیتا تھا اور پلنگ کے نیچے جست کا طاش رکھہ لیتا کہ جہان نیند آئی اور گولہ ہاتھ سے چھٹکر طاش مین گرتا جسکی آواز سے بیدار ہوکر فوراً وہ اپنا سبق یاد کرنے لگتا تھا۔ ڈپٹی صاحب نے کچھہ دنون تک گورنمنٹ ہائی اسکول بدایون مین انگریزی کی تعلیم بھی پائی تھی۔ مگر چونکہ ہماری قوم مین اسوقت انگریزی کی پوری قدر نہ تھی اسلیئے آپکی انگریزی تعلیم برائے نام ہوئی۔ اور کوئی درجہ پاس نہ کیا آپ کی حالت طالب علمی کا واقعہ لکھتے ہین جو دلچسپی سے خالی نہین ہے۔ جب آپکے والد صاحب للت پور مین تھے تو کسی شخص نے آپ سے ایک عرضی لکھوائی اور دو ڈیڑھ آنہ پیسے اوسکی اجرت† مین دیئے آپنے اون پیسون کو گھر مین لاکر بجنسہٖ اپنی والد ماجد کے حضور مین پیش کر دیا۔ اور یہ کہا کہ مین نے ایک شخص کی ایک عرضی لکھدی تھی اوسنے دیئے ہین۔ انھون نے اس قصہ کو آپکے والد صاحب سے بیان کیا۔ انھون نے جواب دیا کہ مجھے پہلے سے یقین ہو کہ "یہی لڑکا ہمارا ہونہار اقبالمند فرزند ہوگا" چنانچہ ڈپٹی صاحب کے آئندہ زندگی کے حالات نے اونکے والد ماجد کی اس پیشین گوئی کو سچا ثابت کر دیا۔ لیکن اس ہونہار لڑکے کے عروج کا زمانہ اونکے والد مرحوم کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اور وہ وسط ۱۸۶۶ء مین جبکہ ڈپٹی صاحب کی عمر ۱۶ برس کی تھی آپ کو حالت تدریس مین چھوڑکر اس دنیا سے چلدیئے۔ اس بے وقت موت نے ہمارے ڈپٹی صاحب کی تعلیم کو ادھورا چھوڑ دیا۔ ورنہ ضرور ڈپٹی صاحب بہادر کا شمار ہمارے شہر کے علماے کامل مین ہوتا۔

---

† یہ اس ہونہار شخص کی پہلی کمائی تھی۔

ڈپٹی صاحب کی شادی اور اولاد

دولہا بنا ہی شاہ گل دھوم دھام سے
شادی رچی ہوئی ہی عروس بہار کی

سنہ ۱۲۸۱ھ کا زمانہ وہ مبارک زمانہ تھا جسمین ڈپٹی صاحب کے والد والا شان مولوی **جمال الدین حسن خان** بہادر نے آپکو سلسلہ ازدواج مین منسلک کرنا چاہا۔

خاندان* روساء شیخوپور مین شیخ غلام احمد صاحب کے یہان یہہ مبارک رشتہ قایم ہوا۔ یہہ شادی ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۱ھ مین بڑی دھوم دھام سے ہوئی اوسوقت عیسوی سنہ ۱۸۶۵ء کا پانچوان مہینہ تھا۔ لوگون کا بیان ہے۔ بیانی اسقدر کثرت سے گئے تھے کہ گاڑیون کی قطار کا ایک سرا بدایون تھا اور ایک شیخوپور جو بدایون سے تین میل ہے۔ شادی سے ۷ برس بعد بتاریخ ۲۰ مئی ۱۸۷۱ء یعنی ۲۹ صفر ۱۲۸۸ھ کو ڈپٹی صاحب کے مشکوے معلے مین صاحبزادہ پیدا ہوئے اور اوسکے تین برس بعد ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ھ یعنی ۲۹ مئی ۱۸۷۴ء کو بمقام مورانی پور ضلع جھانسی لڑکی پیدا ہوئی۔ آپکے یہی دو اولادین ہوئین جو اسوقت تک بقید حیات قایم ہین۔ صاحبزادہ صاحب× ماشاء اللہ ہونہار تعلیم یافتہ نوجوان ہین اور لڑکی بھی صاحب اولاد ہے۔ اوسکی شادی ڈپٹی صاحب نے اپنے ہی معزز خاندان مین کی اور اس احقر کو اپنی فرزندی مین لیا۔ مو ضلع جھانسی مین جب ڈپٹی صاحب وہان نایب تحصیلدار تھے ملازمت کی۔ ابتدائی زمانے مین دوسرا محل آباد ہوا۔ یہہ بی بی اب بھی موجود ہین مگر لاولد۔

ڈپٹی صاحب کی ملازمت

مے داد اہی فلک دل حسرت پرست کی
ہان کچھہ نہ کچھہ تلافی مافات چاہیے

* یہہ خاندان شیوخ فاروقی کا ہے جو حضرت فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین۔

× انکا نام محمد وحید الدین ہے۔ علیگڈھ محمڈن کالج مین تعلیم پائی ہے۔ متاہل ہین۔ مگر ملازمت سرکاری مین ابتک داخل نہین ہوے ہین۔

جب ڈپٹی صاحب کے معزز باپ کا سایہ جنھون نے بطور ڈپٹی کلکٹر کے گورنمنٹ کی ملازمت مین رہکر نہایت عزت پیدا کی تھی اونکے سر پر سے اوٹھگیا۔ اوسکے پانچ چھ مہینہ کے بعد آپکو بھی سرکاری ملازمت کا شوق پیدا ہوا کہ اپنے والد مرحوم کی طرح سے برٹش حکام کی نظرون مین امتیاز حاصل کرین۔

شروع ۱۸۶۷ء مین مکتب اور مدرسہ کو خیرباد کہکر آپنے جھانسی جانے کا جہان اوسوقت ایک صاحب بہادر اونکے بزرگ باپ کے شناسا اور قدردان موجود تھے ارادہ مصمم کرلیا۔ گو اوسوقت گھر والون کی یہ راے نہین تھی کہ اس عمر مین آپ استقدر دور دراز سفر اختیار کرین کیونکہ جھانسی کو اسوقت ریل نہ تھی۔ بلکہ منزل بمنزل بیل گاڑی وغیرہ کی سواری مین جانا ہوتا تھا لیکن وہ اولوالعزمی جو انکی پیدایش کے ساتھ خدا نے انکی نیچر مین ودیعت کی تھی انھین مجبور کررہی تھی اور انکا شوق متقاضی تھا کہ جلد شاہی ملازمت کے سلسلہ مین داخل ہوکر ملک اور قوم مین نیک نامی حاصل کرین۔ ایک چھوٹی سی گاڑی اور خوبصورت نوعمر چھوٹے بیلون کی جوڑی معمولی سواری کے واسطے مکان پر موجود تھے اوسپر سوار ہوکر نظر بخدا جھانسی کی طرف چلدیے۔ ضرورت کی چند معمولی چیزین ساتھ مین لین اور ایک پرانے ملازم کو رفیق بنایا۔ منزل بمنزل راستہ طے کرتے ہوئے پندرہ دنمین جھانسی پہونچے۔ مسٹر ای۔ جے جنکنسن سے جو اسوقت مین جھانسی کے ڈپٹی کمشنر تھے ملکر نوکری کی خواہش ظاہر کی۔ صاحب موصوف آپکے والد مرحوم ڈپٹی جمال الدین حسین صاحب کی خدمات اور آنکے خاندان سے خوب واقف تھے انھون نے آپکو تھوڑے ہی دنون کے بعد موقع پاکر ۶ مارچ ۱۸۶۷ء کو نایب تحصیلداری پر تقرر کردیا اور کہدیا کہ جبتک اوس معزز عہدہ پر پہونچنے کی جسپر تمھارا باپ تھا پہلی سیڑھی ہے۔ اگر تم لیاقت اور محنت سے کام انجام دوگے تو بہت جلد اپنے باپ کی طرح ڈپٹی کلکٹری کے معزز عہدہ پر پہنچ جاؤگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

نائب تحصیلداری کا پروانہ پاکر ہوئیے تو اپنے دلمین خوش لیکن اب یہہ فکر سر پر سوار ہوئی کہ کام عدالت سے محض نابلد کام کس طرح چلیگا۔ واقعی جو شخص مکتب سے اٹھاکر نائب تحصیلداری یا تحصیلداری کی کرسی پر بٹھادیا جاوے وہ کچہری کا کام اس عمدگی اور خوش اسلوبی سے ہرگز نہیں کرسکتا جسطرح سے ڈپٹی صاحب بہادر نے کیا۔ تحصیل متھرا مین جو جہانسی کا حصہ ضلع ہی تعینات ہوئی خدا کارساز کے بھروسہ پر متھرا پہونچکر اپنے عہدہ کا چارج لیا۔ اور اپنی ذہانت و فراست سے کام کرنا شروع کردیا۔ تحصیلدار صاحب انکی صورت دیکھکر سمجھے تھے کہ یہ صاحبزادے صاحب کیا خاک کام کرینگے۔ لیکن ہفتہ عشرہ ہی کے بعد انہوں نے کہدیا کہ میرا نائب تحصیلدار نہایت لائق و سمجھدار ہے۔ اور رفتہ رفتہ تحصیل کے وہ سب کام جو ہر تحصیلدار اپنے معتمد اور لائق نائب تحصیلدار پر چھوڑ سکتا ہے آپ پر چھوڑ دیئے۔ اور حکام ضلع بھی آپکو لائق و قابل سمجھکر ذمہ داری کا سب کام آپ ہی کے سپرد کرنے لگے چنانچہ جب مولوی محمد حسن علی صاحب تحصیلدار کی غفلت اور عدم توجہی کی وجہ سے تحصیل متھرا کا مطالبہ آبکاری و مسکرات وقت پر وصول نہیں ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جہانسی نے بطور خاص اس کام کیلئے بذریعہ پروانہ مورخہ ۸ اپریل ۱۸۷۸ء آپکو لکھا۔

اس خاص کام کے واسطے ہم آپکو ذمہ دار کرتے ہین کہ آپ وصول مطالبہ سرکار بین بخوبی ساعی نشدہ رہو کسی طرح نقصان نہ ہونے پاوے۔ سال گذشتہ مین صرف بباعث غفلت مولوی محمد حسن صاحب وصول اقساط آمدنی آبکاری و مسکرات مین توقف و نقصان ہوا۔ اس زمانہ مین جو ایک مشہور قحط عالمگیر ہورہا تھا اُسکا انتظام آپ نے نہایت توجہ اور کوشش سے کیا۔ حالت نائب تحصیلداری متھرا کی ایک حکایت لکھنے کے لائق ہے کہ ایک روز منشی گوپال راؤ صاحب تحصیلدار نے کسی عملہ سے یہ بات کہی کہ "ہمارے نائب تحصیلدار صاحب جنکے دو بیبیان ہین۔ سرکاری کام پر بھلا کیا محنت کرسکتے ہین" مشتہرہ شدہ یہ خبر آپکے کان مین پہونچی۔ آپ دوسرے دن صبح کو جب تحصیل آنے لگے تو مکان پر حکم دیدیا کہ ہماری چارپائی اور بستر آج تحصیل پہونچ جائے اور دوپہر اور شام کا کھانا وہین آئے۔

چنانچہ دوپہر کا کھانا بھی وہین پہونچا اور چارپائی و بستر دوپہر سے پہلے وہین آگیا۔ پہرہ کو تحصیل

صاحب کو معلوم ہوا کہ پیشکار صاحب کا بستر وغیرہ آیا ہی۔ تحصیلدار صاحب فوراً آپکے پاس آئے اور ہنسکر کہنے لگے کہ نائب صاحب پلنگ اور بستر آج یہان کیون منگوایا ہی۔ جواب دیا کہ لوگون کا خیال ہی کہ بغیر بیجہ کام نہین ہو سکتا۔ اسواسطے مین آنکو دکہلاؤنگا کہ محنت اسکو کہتے ہین اور کام اسطرح ہوتا ہے اور یہہ بھی کہا کہ جب ہمارے افسر کی یہہ بھی خوشی ہی تو ہمین اوسکی رضامندی ضرور ہی۔ تحصیلدار صاحب نے فرمایا کہ ہمارا یہہ خیال نہین۔ نہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ تم یہان رہو۔ اور فوراً اپنے آدمی کو اشارہ کیا کہ چارپائی وبستر نائب صاحب کے مکان پہونچا دو۔ اسوقت سے تحصیلدار صاحب لوگون سے کہنے لگے کہ یہہ لڑکا بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہی۔ آخر اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء مین اس تحصیل اور اس ضلع سے ضلع للت پور کا تبادلہ ہو گیا اسوقت سب ڈویژنل افسر مؤ جے۔ ڈی اسٹرٹ صاحب بہادر نے آپکی علیحدگی پر نہایت افسوس کیا۔ صاحب بہادر موصوف نے اپنی تحریر مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء مین آپکی نسبت اپنے خیالات اسطرح ظاہر فرمائے ہین۔

"مین حمید الدین نائب تحصیلدار سے بڑا ہیہ چار برس سے واقف ہون اوسکو مسٹر جنکنسن ڈپٹی کمشنر نے نائب تحصیلدار مقرر کیا تہا اور شروع سنہ ۱۸۷۶ء مین تحصیل مؤ مین تعینات کیا تہا وہ قدرتی طور پر ہوشیار اور ذہین نوجوان شخص ہی اور اپنے کام سے خوب واقفیت حاصل کر لی ہی قحط گذشتہ مین کار قحط کی نگرانی مین اسنے اپنے کو نہایت مفید ثابت کیا۔ اسکے والد مولوی جمال الدین محکمہ بندوبست مین ڈپٹی کلکٹر تھے اور وہ بوجہہ دیانت اور عمدگی کام کے ممتاز تھے۔ مین اوسکے والد کے خیال سے اوسکی ترقی چاہتا ہون اور امید کرتا ہون کہ وہ اس محکمہ مین جسمین کہ وہ ہی کامیابی حاصل کریگا۔"

تحصیل مؤ کا چارج چہوڑکر آخر اکتوبر مین للت پور پہونچے ۹ ماہ کے قریب وہان رہے۔ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء کو بمقام ضلع جہانسی کی تبدیلی ہو گئی۔ للت پور کے ڈپٹی کمشنر صاحب مسٹر ڈیوڈسن نے اس تہوڑے سے عرصہ مین آپکی نسبت یہہ رائے قایم کی۔

مین تھوڑا سا تجربہ اس شخص کی نسبت رکھتا ہون - لیکن جہانتک مین نے اسکے حالات دیکھے مین نے اسکی وقفیت کی وجہ سے جو اسکو اپنے کام سے ہی اور اُسکے اوس شوق کو دیکھکر جو اُسکو اپنے کام کرنے کا ہی نہایت مہربانی کی رائے قایم کی -"

ار ستمبر ۱۸۷۲ء کو آپ نے مسٹر آر ایم ایڈورڈس کمشنر قسمت جہانسی کو یہہ درخواست دی کہ مجھے تحصیلدار بنا دیا جاوے - کمشنر صاحب بہادر نے اس درخواست کو نامنظور نہین کیا بلکہ اوسپر نہایت مہربانی کا حکم تحریر فرماکر اوسکو واسطے تجویز کے ڈپٹی کمشنر ضلع جہانسی کے پاس بہیجا - اوس حکم کا یہہ خلاصہ ہی

کہ یہہ شخص بدایون کے ایک نہایت ہی باعزت اور معزز خاندان سے ہی اور سایل کا باپ مین یقین کرتا ہون اسٹاف کا ایک نہایت عمدہ ملازم (ڈپٹی کلکٹر) تہا - یہہ نوجوان شخص ہونہار معلوم ہوتا ہی - لیکن تحصیلداری پر مقرر ہونے کے واسطے نہایت کم عمر ہی -"

ستمبر ۱۸۸۱ء کو منشی کنہیا لال تحصیلدار مؤ کے انتقال کی وجہ سے تحصیلداری خالی ہوئی جسپر آپ تین ماہ تک بطور قایم مقام کام کرتے رہے - ۹ر دسمبر کو بحکم صاحب کمشنر بہادر پنڈت کرشن راؤ جو اسوقت سپرنٹنڈنٹ مال ضلع للت پور کے تھے تحصیلداری مؤ پر تعینات ہوئے - آنکی جگہہ کیواسطے مسٹر جان کو مین ڈپٹی کمشنر بہادر جہانسی نے آپکی سفارش کی گو اس انتظام مین ضلع للت پور کے عہدہ دارون کا حق تہا کہ اُنکو ترقی ملے - لیکن صاحب کمشنر بہادر نے خاص طور پر بوجہہ قابلیت اور اعلے لیاقت ڈپٹی صاحب بہادر کے ڈپٹی کمشنر جہانسی کی رپورٹ کو منظور کیا - ڈپٹی کمشنر جہانسی نے اپنی رپورٹ مین آپکو صرف سررشتہ داری پر ترقی دینے کی سفارش نہین کی تہی - بلکہ یہہ بہی خواہش ظاہر کی تہی کہ یہہ شخص للت پور کو جہان جگہہ خالی ہی نہ بہیجا جاے - بلکہ ضلع جہانسی کا سپرنٹنڈنٹ مال بنایا جاے - اس موقع پر ہم ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جہانسی کی چٹھی نمبری ۹۷۲ مورخہ ۲ر نومبر ۱۸۸۱ء موسومہ صاحب کمشنر بہادر قسمت جہانسی کا ترجمہ بطور انتخاب کے لکھتے ہین جس سے ظاہر ہوگا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے

اُسوقت ہمارے ڈپٹی صاحب کی سفارش سررشتہ داری کے واسطے کیسے زوردار الفاظ مین کی تھی اوس چٹھی کے الفاظ یہ ہین۔

"اسواسطے مین نہایت دلی خواہش سے سفارش کرتا ہون۔ کہ ریونیو سپرنٹنڈنٹ کی جگہہ جو کرشن راو کی جگہہ پانے سے خالی ہوئی ہے۔ حمید الدین کو دیجانا چاہیے۔ یہ عہدہ دار جمال الدین حسن کا جس نے بطور ڈپٹی کلکٹر محکمہ بندوبست کے بہ ماتحتی مسٹر جنکسن صاحب عمدہ خدمات کی ہین لڑکا ہے۔ اسوقت وہ سو مین پچاس روپیہ کا نائب تحصیلدار ہے۔ اور ایک ہونہار اور ذہین عہدہ دار ہے۔ اور ہر طرح ترقی کا سزاوار ہے۔ مجھے سفارش کرنا چاہیے کہ وہ اسی ضلع مین رکھا جاے۔ جہان کہ وہ سب سے زیادہ کارآمد ہوگا۔"

آخر جون سنہ ۱۸۷۳ع مین اسی ضلع کے سابق سررشتہ دار سید عبد اللہ خان جنکا تنزل نائب تحصیلداری پر ہوگیا تھا۔ بحکم حکام عالی مقام صاحبان بورڈ مال اپنے عہدہ سررشتہ داری پر بحال ہوے۔ اور انکی بحالی کا اثر ڈپٹی صاحب پر پڑا۔ یعنی ڈپٹی صاحب اپنے اصلی جگہہ نائب تحصیلداری سوم پر واپس گئے لیکن اسوقت بجاے درجہ سوم کے درجہ اول کی نائب تحصیلداری دی گئی۔

ہم کہہ سکتے ہین کہ حکام جن جنکی ماتحتی مین آپ نے سررشتہ داری کی آپ سے خوش رہے۔ اور وہ آپ پر اوس سے زیادہ اعتماد رکھتے تھے۔ جتنا کہ ایک معمولی ہندوستانی پر یورپین حکام رکھتے ہین۔

جسوقت آپ عبید اللہ خان کو چارج دیکر اپنے عہدہ نائب تحصیلداری پر واپس ہوے۔ اسوقت مسٹر ڈیوڈسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر جھانسی تھے۔ انھون نے ۲ جولائی سنہ ۱۸۷۳ع کو جو یادداشت آپکو دی اُسکا ترجمہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

"حمید الدین نائب تحصیلدار ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع مین اس ضلع کا ریونیو سپرنٹنڈنٹ بنایا گیا تھا۔ لیکن اب بوجہہ بحالی عبد اللہ خان کی جو بحکم صاحبان بورڈ مال ہوئی۔ حمید الدین اپنے اصلی عہدہ نائب تحصیلداری پر واپس ہوتا ہے۔ اُسنے سررشتہ داری کا کام قابل اطمینان کیا اور مین خیال کرتا ہون کہ جب مناسب موقع ہو وہ ترقی کا پورا مستحق ہے"

اب ڈپٹی صاحب اپنی نایب تحصیلداری کا کام بدستور تحصیل مئو مین کرنے لگے لیکن حاکم ضلع تھوڑے دنون کے تجربہ کی بدولت آپکی لیاقت اور قابلیت کے ایسے فریفتہ تھے کہ انکو بغیر آپ ایسے سرشتہ دار کے چین کہان تھا۔ ۱۸۷۳ء مین پھر موقع ہاتھ آیا یعنی عبید اللہ خان سپرنٹنڈنٹ مال تھوڑے دنون کے واسطے جالون کی تحصیلداری پر بھیجے گئے۔ اب سرشتہ داری پھر خالی ہوئی۔ فوراً ہی ۲۰ نومبر ۱۸۷۴ء کو آپ کے پاس پروانہ پہونچا کہ تم سرشتہ دار قایم مقام مقرر ہوتے ہو۔ اس زمانہ نایب تحصیلداری کی کارگذاری کی نسبت مسٹر جی۔ یو۔ ایبٹسن اسسٹنٹ کمشنر و حاکم حصہ ضلع مئو اپنی تحریر مورخہ ۴ جنوری ۱۸۷۵ء مین لکھتے ہین۔

”حمید الدین نایب تحصیلدار ایک ذہین اور محنتی افسر ہے۔ جب مین مئو مین قایم مقام تھا اسنے بہت اچھا کام کیا۔“

اب ڈپٹی صاحب پھر سرشتہ داری کے معزز عہدے پر نظر آنے لگے۔ اور اس مرتبہ پانچ مہینے ریونیو سپرنٹنڈنٹ کے نازک اور مشکل کام کو نہایت محنت ایمانداری و لیاقت سے انجام دیا۔ چنانچہ مسٹر ڈیوڈسن ڈپٹی کمشنر کا ریمارک مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۷۵ء ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ

”حمید الدین نے پھر ریونیو سپرنٹنڈنٹ کی جگہہ پر اس تاریخ سے پہلے تقریباً پانچ مہینے تک قایم مقامی کی اور اوسنے اپنا کام نہایت عمدگی سے کیا۔“

مدت معینہ گذرنے پر پھر تحصیل مئو کی پیشکاری پر تشریف لے گئے اور اپنا کام محنت و دلچسپی کے ساتھ کرنے لگے جسطرح کہ ہمیشہ کرتے تھے۔ بالآخر ۱۳ ستمبر ۱۸۷۶ء کو مستقل طور پر جائے اسنی کر ریونیو سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوگئے۔ مسٹر پورٹر اور مسٹر جی۔ ایڈمس۔ ڈپٹی کمشنر نے جو اسوقت بورڈ آف ریونیو کے ممبر ہین آپکے کام سرشتہ داری کی نسبت جو ریمارک دیئے ہین انکا ترجمہ یہ ہے

ترجمہ ریمارک جے۔ ایس۔ پورٹر اسکوائر مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۷۸ء

”ایک بہت تیز پڑھنے والا اور سب سے زیادہ ذہین اور شریفانہ طبیعت کا آدمی ہے۔ ٹھیک ایسی نمونہ کا جیسا کہ تحصیلداری کے واسطے درکار ہے۔ وہ مئو مین نایب تحصیلدار تھا اور

تحصیلداری کا کام بھی کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ تحصیلداری کی پہلی جگہہ کے واسطے اوسکو نامزد کرون"

ترجمہ ریمارک مسٹر جی۔ ایڈمس صاحب بہادر مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۷۹ء

"یہ بڑی لیاقت کا آدمی ہے اور نہایت محنت سے کام کرتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ وہ نہایت عمدہ تحصیلدار بنیگا۔ مین اوسکی ترقی کی سفارش کرتا ہون۔"

اور جوزیف ڈیس۔ اسکوتر نے جو تھوڑے دنون کے لیئے ڈپٹی کمشنری جہانسی پر آیئے تھے۔ ۵ اگست ۱۸۸۰ء کو آپکی نسبت اپنا خیال اسطرح ظاہر فرمایا ہے۔

"مین خیال کرتا ہون کہ حمید الدین ایک نہایت عمدہ ریونیو سپرنٹنڈنٹ اور ایک عمدہ تحصیلدار ہوگا"

مسٹر ایڈمس صاحب کو اپنی تحریر مذکورہ بالا لکھنے کے آٹھ ہی مہینے کے بعد آپکو تحصیلدار بنانے کا موقع ملا۔ اور انھون نے ۱۶ دسمبر ۱۸۷۹ء کو بطور قایم مقام تحصیلدار کے تحصیل گروٹھا ضلع جہانسی کو بھیجا۔ چنانچہ چار مہینے تک قایم مقامی کی اور بہت اچھی کی۔

اس قایم مقامی کے بعد یہ صاحب ممدوح نے یہ یادداشت اپنی مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۱ء عطا فرمائی اوس سے ظاہر ہے کہ ڈپٹی صاحب بہادر مین تحصیلداری کی کیسی قابلیت تھی۔ اور انھون نے تحصیلداری کا کام کیسا کیا۔ مسٹر ایڈمس لکھتے ہین کہ۔

"حمید الدین سب سے اعلے لیاقت کا سپرنٹنڈنٹ مال ہے اور اوس تھوڑے عرصہ مین جب یہ تحصیلدار رہا اسنے نہایت عمدہ کام کیا۔ وہ پورے طور پر ترقی کے لایق ہے۔"

وسط ۱۸۸۰ء مین مسٹر پورٹر ضلع جہانسی سے تبدیل ہوکر ضلع شاہجہانپور آگئے تھے۔ ڈپٹی صاحب بہادر کی نسبت ضلع جہانسی مین جو آخری ریمارک مسٹر پورٹر نے دیا تھا وہ اونکی ۱۷ اپریل ۱۸۸۰ء کی تحریر ہے۔ اور جسکا ترجمہ ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب موصوف ڈپٹی صاحب کی قابلیتون کا نقش جہانسی سے اپنے دلپر شاہجہانپور لیئے گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ضلع شاہجہانپور پہونچکر بھی وہ آپکو بھولے نہین۔ آخر جولائی ۱۸۸۱ء مین موقع پاکر صاحب بہادر نے آپکو ضلع شاہجہانپور مین تحصیلداری پر بلالیا اور ۱۲ اگست ۱۸۸۱ء کو تحصیل تلہر مین بجائے پنڈت موہن لال کے جو ڈپٹی کلکٹری پر گئے تھے تعیناتی ہوئی۔ تحصیلداری پر نامزد

کرتے وقت جو ریمارک مسٹر پورٹر نے لکھا ہے اسکا ترجمہ یہہ ہے

"یہہ شخص جلال الدین حسن سابق ڈپٹی کلکٹر بند و بست جہانسی کا لڑکا ہے اور شیخ شرف الدین آنریری مجسٹریٹ بدایون سے اسکی رشتہ داری ہے۔ اوسکو مسٹر جنکنس نے نائب تحصیلدار مقرر کیا تھا اور اس جگہہ پر اوسنے نو سال تک کام کیا۔ مال کی سررشتہ داری کی اور سات مہینہ قایم مقام تحصیلدار رہا۔ وہ علاوہ اطوار بہی لیاقت اور تجربہ کا آدمی ہے۔ ہر حاکم نے جسکی ماتحتی مین اوسنے کام کیا ہے اوسکی تعریف بڑے زور کے ساتھ کی ہے۔ اوسنے تحصیلداری کا امتحان اکتوبر ۱۸۶۷ء مین پاس کر لیا ہے۔"

ہمارے ڈپٹی صاحب اول تحصیلداری تلہر پر چند روزہ قایم مقام رہے ۱۰ اپریل ۱۸۶۸ء سے بموجب حکم صاحبان بورڈ نمبری ۲۳۳۲/۳۴ مورخہ ۸ جون ۱۸۶۸ء موسومہ صاحب کمشنر بہادر قسمت روہیلکھنڈ تقرر ڈپٹی صاحب کا اسی جگہہ پر اور اسی سلسلہ مین بطور پرویشنری تحصیلدار کے ہوا۔

بموجب نوٹیفکیشن نمبری ۲۵۸ مورخہ ۱۴ فروری ۱۸۸۳ء مجسٹریٹی درجہ سویم کے اختیارات عطا ہوئے۔ مارچ ۱۸۸۳ء مین ڈپٹی صاحب بہادر تحصیلداری درجہ چہارم پر مستقل ہوئے۔ سالانہ رپورٹ ۱۸۸۲-۸۳ء ضلع شاہجہانپور مین مسٹر پورٹر نے آپکی بنسبت لکھا ہے کہ۔

"اوسنے بطور اس صوبہ کے سب سے عمدہ تحصیلداری کی۔ اپنی نیک نامی قایم رکہی۔"

اپریل ۱۸۸۸ء تک آپ تحصیلدار رہے اور زمانہ تحصیلداری مین سوائے تحصیل تلہر کے کسی دوسری تحصیل یا دوسرے ضلع کو تبدیل نہین ہوئے۔ کیونکہ حکام نے انکو وہان سے ہٹانے کی ضرورت سمجہی۔ نہ کبہی رعایا نے ایسی خواہش کی۔

آپ کے جانے پر رعایائے تلہر کو جو افسوس ہوا ہے اوسکو اوہین کا دل خوب جانتا ہے

حکام کا جیسا خیال آپکی بنسبت آپ کے زمانہ تحصیلداری مین رہا وہ ضلع کی سالانہ رپورٹون مین موجود ہے ہم بخوف طوالت ہر سال کی رپورٹ کا انتخاب لکہنے سے معذور ہین۔ ۱۸۸۴-۸۵ء کی رپورٹ مین جو فقرہ ذیل تحصیلداران کی بنسبت کلکٹر صاحب شاہجہانپور نے لکہا ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضلع کے جملہ تحصیلداران

میں ہمارے ڈپٹی صاحب کلکٹر ضلع کی نظروں میں کیسے ممتاز تھے۔

رپورٹ کا وہ فقرہ یہ ہے

”سب تحصیلدار عمدہ کام کرتے رہے۔ خاصکر سب سے زیادہ عمدہ منشی حمید الدین تحصیلدار تلہر“

سنہ ۱۸۸۶ء میں جب انکم ٹکس کی تشخیص اضلاع مغربی شمالی و اودھ میں اول اول ہوئی تھی۔ تو ضلع شاہجہانپور میں اس کام کے واسطے آپ ڈپٹی کلکٹر منتخب ہوئے یہ پہلا موقع تھا کہ آپ کو تحصیلدار صاحب کی بجائے لوگ ڈپٹی صاحب کہنے لگے۔

۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء سے ۵ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء تک قایم مقام ڈپٹی کلکٹر انکم ٹکس رہے اور یہ کام نہایت ایمانداری اور محنت سے تمام کیا۔ سنہ ۱۸۸۶-۸۵ء کی سالانہ رپورٹ ضلع شاہجہانپور میں ڈپٹی صاحب کی اس کارگزاری کا تذکرہ صاحب ضلع نے اسطرح کیا ہے۔

”حمید الدین تحصیلدار نے اس سال سوائے تین ماہ کے (۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء سے لغایتہ ۵ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء) تلہر کی تحصیلداری کا کام کیا۔ اور ان تین ماہ میں وہ اس ضلع کے ڈپٹی کلکٹر انکم ٹکس رہے ایام تحصیلداری میں بدستور عمدہ کام کرتے رہے اور بحالت ڈپٹی کلکٹری انہوں نے جو تشخیص ٹکس کی کی وہ عمدہ اور کامل تھی۔“

تلہر میں جتنے دنوں تحصیلدار رہے میونسپل کمیٹی تلہر کے سکرٹری بھی رہے۔ میونسپلٹی کا کام بڑی دلچسپی اور توجہ سے کیا۔ پبلک کا فایدہ ہر وقت مدنظر رہتا۔ ترقی تعلیم کا بہت خیال تھا۔ مدرسہ تحصیلی تلہر کے ہیڈ ماسٹر منشی چمن لال نے جو تصانیف آپ کے زمانہ تحصیلداری میں کی ہیں اشاعت آپ ہی کے انکریجمنٹ (ترغیب) سے ہوئی جیسا کہ ان کتابوں کے ٹایٹل پیج بتلا رہے ہیں۔ تلہر میں مکان تحصیل تلہر واقع ہے ایک مسجد[عہ] آپ ہی کے وقت کو یاد دلا رہی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو رفاہ عام کے کاموں سے بہت دلچسپی تھی۔ فروری سنہ ۱۸۸۷ء میں حضور قیصر ہند کی جوبلی (جشن حکومت پنجاہ سالہ) کی خوشی تمام ہندوستان میں

عہ تلہر سے تبدیل ہونے کے وقت اسکی تعمیر کو آپ نے اہتمام میں چھوڑا تھا بعد کو مکمل ہوئی۔

منائی گئی تھی۔ اوس موقع پر قصبہ تلہر مین بھی ایک عالیشان جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مین اعلی درجہ کی وفاداری کا جوش موجود تھا۔ اس جلسہ مین مسٹر لوپر صاحب کلکٹر ضلع و دیگر یورپین حکام نے قدم رنجہ فرماکر آپ کی محنت اور کوشش کی اچھی طرح داد دی۔

آپ کے زمانہ تحصیلداری مین وہ سال بھی گذرے ہین جبکہ تین سال متواتر رام لیلا اور عشرہ محرم ایک ساتھ پڑے تھے اور ہندو مسلمانون کے خیالات مین مذہبی نفاق نے کچھ برہمی پیدا کردی تھی۔ اسوقت آپ نے نہایت ہوشیاری اور دلجوئی کے ساتھ امن قایم رکھا اور پتا بھی نہ کھڑکا۔

۵ ماہ اپریل ۱۸۸۰ء کے بعد آپ کی ڈپٹی کلکٹری کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ یعنی تحصیلداری تلہر سے لوکل گورنمنٹ نے آپ کا انتخاب ڈپٹی کلکٹری کے لیے کیا اور بلندشہر کے بندوبست مین تعینات ہوئے۔ یہان کا بندوبست کوئی معمولی بندوبست نہ تھا۔ بلکہ یہہ بندوبست مسٹر اسٹوکر صاحب (مہتمم بندوبست) کے نام کے ساتھ تمام ضلع بلندشہر بلکہ گرد و نواح مین زمیندارون کے سامنے ایک ڈراونی تصویر پیش کر رہا تھا۔

اس ضلع مین زیادہ تر دیہات تعلقدارون اور بڑے بڑے زمیندارون کے قبضہ مین ہین۔ اور وہ اسوقت کاشتکارون کے حقوق کا اپنی اندرونی کارروائیون سے خون کر رہے تھے۔ اکثر جگہہ زمیندارون نے وہ مثل کی تھی کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور یعنی جمعبندی سرکاری مین کچھہ لگان آسامیون پر درج تھا اور واقعی وصول کچھہ ہوتا تھا۔ موروثیت اور غیرموروثیت کی گتھیان کچھہ ایسی پڑی ہوئی تھین۔ اونکا سلجھانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن ڈپٹی صاحب بہادر نے اس کام کو نہایت خوش اسلوبی اور دیانتداری سے کیا۔ ڈپٹی صاحب کو صد آفرین کہ بلندشہر ایسے زرخیز ضلع کے بندوبست مین دیانتداری کو قایم رکھا۔ اور انکا قدم رہ راست سے نہ ڈگمگایا۔

اونکی حسن کارگذاری اور ایمانداری کی تصدیق مسٹر اسٹوکر صاحب مہتمم بندوبست کی تحریرون سے جو انھون نے آپ کی نسبت لکھی ہین بخوبی ہوتی ہے۔ جو ذیل مین درج ہین۔

ترجمہ انتخاب رپوٹ سالانہ بندوبست بلندشہر بابتہ سنہ ۱۸۸۶ و ۸۷ء

منشی حمید الدین نے جسوقت چارج لیا کام دورہ کا قریب الختم تھا لیکن انکو بہت کل

حصہ ملا اور انھون نے اوسکے انجام مین نہایت شوق و لیاقت ظاہر کی ۔،،

ایضاً بابتہ ۱۸۸۸-۸۹ء

،، منشی حمید الدین نے اس سال مین نہایت سرگرمی اور کامیابی کے ساتھ کام کیا وہ ایک نہایت عمدہ اور دیانت دار جوڈیشل آفیسر ہین ۔

حالانکہ کاروائی مین اونکا تجربہ اونکو ہر کام مین سب سے زیادہ کارآمد اور لایق بناتا ہے ،،

ایضاً بابتہ ۱۸۸۹-۹۰ء

،، منشی حمید الدین نے اپنا کار متعلقہ ختم کرکے ۲۶ اپریل کو اس محکمہ کو چھوڑا وہ مثل پچھلی سالون کے ویسے ہی اعلے لیاقت کے ساتھ کام کرتے رہے ۔ انھون نے قابلیت ۔ محنت ۔ اور دیانت داری کے ساتھ کام کیا ۔ مین نے اونکی عدالتی تجویزین بے عیب اور اچھی طرح سے مدلل پائین ۔ زمینداروں اور کاشتکارون کے باہمی معاملات مین نہایت ہوشیاری اور دانائی دکھلائی ۔ مین اسباب سے خوش ہون کہ اس قابل آفیسر کی سفارش صاحبان بورڈ سے کرنے کے قابل ہون ۔،،

ترجمہ انتخاب اخیر رپوٹ بندوبست بلندشہر

،، منشی حمید الدین کے پاس بہت سا کام تصدیق اور مقدمات کا تھا جسکو انھون نے بہت اچھی طرح کیا ۔ انھون نے کاغذات کی تصحیح اور تصدیق مین بڑی لیاقت دکھلائی ۔ اونکا عدالتی کام نہایت ہوشیاری ۔ محنت اور غور کے ساتھ تھا ۔،،

ڈپٹی صاحب نے بندوبست بلندشہر مین دو سال تک کام کیا اور اسی عرصہ مین جب شیخ بشارت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر ماہ فروری ۱۸۹۰ء مین رخصت پر گئے تھے تو اسی ضلع مین الہ آباد کے واسطے ضلع کا کام بھی آپ کے سپرد ہو گیا تھا ۔ لیکن اوسکے ساتھ اپنا بندوبست کا معمولی کام بھی کرتے رہے ۔

اسی مہینے مین بموجب حکم گورنمنٹ نمبری ۳۴۹ مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۰ء اختیارات مجسٹریٹی درجہ

دوم عطا ہوئے ہے۔ اور ۲۶ ار اپریل ۱۸۸۹؁ء کے گورنمنٹ آرڈر نمبری ۱۶۶۶ کے بموجب بندوبست بلند شہر سے بنارس کو ضلع کے کام پر تبادلہ ہوا۔ بلند شہر چھوڑتے وقت آپ نے مسٹر ٹی۔ اسٹوکر سے ملاقات کرنا چاہی لیکن صاحب بہادر بوجہ علالت طبع اسوقت نہ مل سکے۔ جسکا خود صاحب موصوف کو افسوس ہوا۔ جیسا وہ اپنی چٹھی مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۶؁ء موسومہ ڈپٹی صاحب بہادر مندرجہ ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

ودیانی ڈیر مولوی حمید الدین۔ مجھے افسوس ہے کہ جسوقت آپنے بلند شہر چھوڑا میری طبیعت اسقدر علیل تھی کہ میں آپکو نہ دیکھہ سکا۔ اب میں آپکی اُس قابل امداد کا جو مجھے پہلی سالوں میں آپ کے عہد ڈپٹی کلکٹری بندوبست میں آپ سے ملی ہے۔ دلی شکریہ ادا کرنے کے لئے آپکو یہ چٹھی لکھتا ہوں۔ یہاں کا کام بھاری تکلیف دہ اور بعض اوقات نازک اور مشکل تھا آپ نے اوسکو نہایت سرگرمی و لیاقت اور دیانت داری سے انجام دیا۔ یہ سب آپکی اور آپ کے ساتھی (پنڈت راما شنکر مدار اسسٹنٹ مہتمم بندوبست) کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ کہ بہت بڑی اراضی کی تصدیق اور مقدمات کا کام تیزی اور صحت کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس کام کو پہلے بندوبست کے کاغذات سے مقابلہ کیا جائے تو اسی کو ترجیح دیجائیگی۔ میں نے آپکا عدالتی کام ہمیشہ عمدہ رہنے والا پایا جس سے عقلمندی ہوشیاری۔ اور علم ظاہر ہوتا تھا۔ میرا فرض ہے کہ ان سب باتوں کے واسطے میں آپکا شکریہ ادا کروں۔ اور کہوں کہ آپ نے مستقل ڈپٹی کلکٹری کا استحقاق پورے طور پر حاصل کر لیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسے بہت جلد پائینگے۔

میں ہمیشہ آپکی آئندہ ترقی سے شکر گذار ہونگا۔ اور وہ ایمانداری کا کام جو آپ نے یہاں کیا ہے تمام عمر یاد رکھونگا۔ مجھے اپنا دوست سمجھئے۔

ٹی۔ اسٹوکر مہتمم بندوبست

بنارس مین پہونچے صرف چار ماہ گذرے ہون گے - ایک روز کہ اگست کا مہینہ قریب الختم تھا - یعنے ۲۹ اگست ۱۸۸۹ء کو تار پہونچا کہ آپ کی تبدیلی بندوبست بستی کو ہوئی - بندوبست بستی کا یہہ آخری وقت تھا - آنکلہ وہان ایک تجربہ کار ڈپٹی کلکٹر کی جو بندوبست کے کام سے خوب واقف ہو ضرورت تھی صاحبان بورڈ نے اس ضرورت کے پورا کرنے کے لیئے آپکا انتخاب کیا - آپ بہ تعمیل حکم جو بذریعہ ٹیلیگراف کے موصول ہوا تھا - فوراً بستی پہونچے اور بہت بڑے کام کو امید سے کم عرصہ مین ختم کر دیا - اسی اثنا مین ضلع اعظم گڈہ کے واسطے دو حاکمون کی ضرورت تھی - اسوقت گو اعظم گڈہ کا بندوبست نہین تھا صرف اسوجہہ سے کہ چند زمینداروں کی نسبت اخفاء لگان واقعی کا شبہہ ہوا تھا - بغرض تحقیق جمعبندی کی ضرورت تھی اس خاص کام کے واسطے وہی دونون سنجیدہ اور دیانت دار حاکم جنھون نے بلند شہر کے بندوبست مین نیک نامی حاصل کی تھی منتخب کیئے گئے - بموجب حکم گورنمنٹ نمبری ۲۷۴۴ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۸۹ء آپ اعظم گڈہ بھیجے گئے - اور اس کار خاص سے فراغت پاکر ۲۹ اپریل ۱۸۹۰ء کو گورکھپور ضلع کے کام پر تبدیل ہوئے - یہان کی آب و ہوا کا آپکی تندرستی پر کچھہ ایسا اثر ہوا کہ آپکی طبیعت ناساز رہنے لگی - یہہ وہ سال تھا کہ جسمین آپکو ڈپٹی کلکٹری کے ڈپارٹمنٹل امتحان مین شریک ہونا لابد تھا - لیکن طبیعت کی بدمزگی آپکو ناکامیابی کی ڈراونی صورت دکھا رہی تھی - اسوجہہ سے امتحان مین جانے کی ہمت نہ پڑی اور اپنی خدمات سابقہ کو ظاہر کر کے صاحب کلکٹر بہادر ضلع گورکھپور سے درخواست کی کہ میرے استحقاق پر نظر کر کے خاص طور پر میرے امتحان سے مستثنی ہونے کی گورنمنٹ کو رپورٹ کیجاوے -

مسٹر جے - ڈبلو - ہوس صاحب قایم مقام کلکٹر ضلع نے اس بارہ مین جو رپورٹ کی ہے - اوسکے انتخاب کا ترجمہ یہہ ہے

"مجھے ضرورت نہین ہے کہ مین اوس عمدہ کام کا جو اس سے پہلے مولوی حمید الدین نے کیا ہے ذکر کرون - سرٹیفکیٹ منسلکہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ ہمیشہ خاص قابلیت کے ایک لایق افیسر خیال کیئے گئے ہین - وہ تین مہینے سے ضلع کے مقررہ اسٹاف مین شامل

ہین اس عرصہ مین انکا مقدمات کا کام تیز اور بالکل بے عیب ثابت ہوا۔ اور اونکے فیصلے صحیح اور مختصر ہوتے ہین آجکل اونکے پاس ایک یا دو مشکل مقدمات تھے اونکا فیصلہ اُنھون نے قابل اطمینان کیا۔ ایک بڑی عمدہ صفت اونکے کام کی یہہ ہے۔ کہ جب اونکو کوئی وقت پیش آتی ہے تو وہ رائے لینے مین تامل نہین کرتے۔ مجھے اسمین ذرا بھی شبہ نہین ہے کہ وہ فوجداری اور مال دونون صیغون مین نہایت آسانی کے ساتھ درجہ اعلے مین پاس کرلینگے لیکن میری رائے ہے کہ اونکا کیس ایسا ہے کہ جو خاص استثنا کے قابل ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اوسپر توجہہ کیجائیگی۔"

اس زمانے مین مرزاپور مین ایک اخبار پبلک سروس گزٹ جاری تھا۔ جسنے حکام سول سروس وغیرہ کے حقوق کارگذاری یا اونکی بداعمالیان گورمنٹ تک پہونچانے کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ ہر ضلع مین اوسکی طرف سے ایک معتبر اور لایق کارسپانڈنٹ مقرر تھا۔ جو حکام ضلع کی پوست کندہ کارروائی کی اطلاع اڈیٹر کو دیتا یا اونکے حقوق پر بحث کرتا تھا۔ چنانچہ اخبار مذکور مین آپکے مستثنےٰ ہونے کے بارہ مین اوسکے گورکھپوری کارسپانڈنٹ کا مضمون معہ اڈیٹیریل نوٹ کے چھپا ہے جسمین آپکے حقوق پر خوب بحث کیگئی ہے۔ اور آپ کی دیانتداری کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ اس مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ آن حکام کے کہ جنکی ماتحتی مین آپ نے کام کیا پبلک کا آپکی نسبت کیسا خیال تھا ہم اُس مضمون کو معہ اڈیٹوریل نوٹ کے بجنسہ نقل کرتے ہین۔

اڈیٹوریل نوٹ از پبلک سروس گزٹ مطبوعہ ۲۶ اگست سنہ ۱۸۹۰ء

"ناظرین آیندہ کالمون مین ایک مراسلہ دیکھینگے جو ہمارے دوست ن۔ سی کی ہمدردی کا گورمنٹ سے قابل لحاظ نوٹ ہے۔ بیشک ایسے تحصیلدار جو تحصیلداری کے ایک واجبی مدت تک کام کرنے کے بعد بندوبست مین تعینات ہون اور پھر ضلع کے کام پر متعین کیے جائین وہ ضرور گورمنٹ سے ایک خاص سلوک کے مستحق ہین۔ ہم نے ایک مختصر نوٹ مین گورمنٹ کو محکمہ بندوبست پر متوجہ کیا ہے اگر اسپر عملدرآمد ہوا تو ہمارے دوست کو بہت قع

شکایت پھر نہ ملیگا جب یہ کار تحصیلدار جنکو مال کے کام مین عبور کامل ہو بندوبست کے
واسطے منتخب کیئے جائین اور لایق نوجوان تحصیلدار ڈپٹی کلکٹری پر ضلع مین بھیجے جائین - اوسوقت
یہہ مشکلات جنپر لوگون کو گورنمنٹ پر گرفت کا موقع ملتا ہے - بالکل رفع ہو جائینگی -"

نقل آرٹیکل جسکا حوالہ اس نوٹ مین ہے

"گورنمنٹ مین ایک مودبانہ گذارش"

"اسمین شک نہین کہ جو قوانین اس عہد مین رعایا کے واسطے وضع ہوئے ہیے - اونکی بنا انصاف پر ہے اور جو قواعد عمال کے واسطے اون کی تقرری - ترقی - پنشن وغیرہ - کی بابت ہین - وہ ایسے نہین ہین کہ جس سے کیسیکی حق تلفی ہو - چنانچہ ایک یہہ قاعدہ کہ تحصیلدار جو تحصیلداری کے امتحان مین پاس ہون - اور دس یا دس سے زیادہ عرصہ کے بعد عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر پہونچین تو وہ درجہ اول کے امتحان سے جو ڈپٹی کلکٹری کے لیئے ضروری ہے مستثنے سمجھی جائینگے اسی پر مبنی ہے کہ ایک تجربہ کار پرانا عہدہ دار اپنے حق سے محروم نہ رہے - مگر ہم نہین سمجھتے کہ ایک تحصیلدار جو سات برس کی تحصیلداری کے بعد بوجہ اپنی لیاقت و دیانت کے منتخب ہو کر کسی بندوبست مین متعین کیا گیا ہو اور وہان اوسے کثرت کار نے امتحان ڈپٹی کلکٹری دینے کا موقع نہ دیا ہو اور اس طرح سے آسنے بندوبست مین تین سال گذار کر دس برس کی تحصیلداری کی برابر بلکہ اوس سے زیادہ تجربہ حاصل کیا ہوا اور پھر وہ ضلع کے کام پر تعینات ہوا اور ضلع بھی ایسا کہ جہان کی آب و ہوا اور زیادتی کام نے اوسے امتحان مین شامل ہونے سے باز رکھا ہو تو پھر ایسی حالت مین کیا انصاف کا یہی مقتضا ہے کہ وہ امتحان دینے پر مجبور کیا جاتے اور در صورت نہ دینے امتحان کے باوجود تجربہ اور لیاقت کے اپنی ترقی سے محروم رکھا جاتے - ہرگز نہین - بلکہ اوسکو ضرور اوسکے تجربہ کا وہی نفع ملیگا جیسا کہ ایک دس برس والا تحصیلدار حاصل کرتا ہے - بعینہ یہی حالت اس ضلع مین مولوی حمید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر کی ہے - یہہ ایک اعلےٰ درجہ کے لایق اور بیدار مغز حاکم ہین جو سات برس کے تحصیلداری کے بعد بلند شہر کے بندوبست مین ڈپٹی کلکٹر رہے اور وہان کے زمینداران اور کاشتکارون کے نازک معاملات کو نہایت دیانتداری سے طے کیا جس سے کہ صاحبان بورڈ اور نیز گورنمنٹ خوب واقف ہے

اور اس ضلع (گورکہپور) مین بہی اون کے منصفانہ مزاج سے ہر فرد بشر راضی ہے۔ سنا ہے کہ صاحب کلکٹر ضلع نے بہی آنکے امتحان سے مستثنے ہونے کے واسطے رپوٹ کی ہے۔ ہمارے رائے مین وہ ضرور قابل لحاظ ہے اور امید ہے کہ وہ نظر انصاف سے دیکھی جائیگی۔ اور ضرور شرف قبولیت پائیگی۔

راقم ن۔ سی از
گورکھپور"

اودہر کلکٹر ضلع کی رپوٹ کمشنر اور بورڈ سے گذرتی ہوئی گورنمنٹ مین پہونچی۔ اودہر اخبار مذکور کا یہ مدلل آرٹیکل گورنمنٹ رپورٹر کے ذریعہ سے لاٹ صاحب بہادر کے سامنے پیش ہوا اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ گورنمنٹ آرڈر نمبری ۸۰۳ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۰ء کے ذریعہ سے آپ مستثنے کیے گئے۔ اور اسی تاریخ گورنمنٹ سے آپکو مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات عطا ہوئے اور قریب سوا برس کے آپ گورکھپور مین رہے۔ بریرٹن صاحب بہادر اور مسٹر ڈی۔ ٹی۔ رابرٹس سی۔ ایس کلکٹران نے جو اپنی قیمتی رائین بذریعہ تحریر ظاہر کین انکو ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہین۔ لیکن اونمین سے مسٹر ڈی۔ ٹی۔ رابرٹس کا ایک فقرہ لکہے بغیر نہین رہ سکتے کیونکہ ایسا فقرہ یورپین حکام معمولی طور پر ہندوستانی ملازمون کے واسطے بہت کم لکہتے ہین۔ صاحب ممدوح نے رپورٹ سال تمام مال بابتہ ۱۸۹۱ء مین ارقام فرمایا ہے

"مولوی حمید الدین احمد نہایت خوبیون کے آفیسر ہین جو کہ کام کا بہت زیادہ حصہ انجام دیتے ہین اور خوش اسلوبی کے ساتھ جسے اون کے فیصلون پر بہی بہت بڑا اعتماد ہے"

۱۳ نومبر ۱۸۹۱ء کے حکم کے ذریعہ سے آپکا تبادلہ گورکھپور سے ضلع بستی کو ہوا۔ اور مسٹر رابرٹس کلکٹر نے آپکے جانے کا بڑا افسوس کیا اور کوشش کی کہ یہ تبادلہ ملتوی ہوجاوے۔ لیکن کامیابی نہین ہوئی۔ ناچار ڈپٹی صاحب ضلع بستی کو تشریف لے گئے۔ بستی کی آب وہوا انہین راس نہ آئی اسوجہہ سے چار ہی مہینے کے بعد اپنی خواہش پر ضلع مین پوری کو تبدیل ہوگئے۔ اسی سال یعنے

مارچ ۱۸۹۲ء میں بہ سرپرستی مسٹر جے۔ اے براؤن کلکٹر ضلع بستی میں ہمارے ڈپٹی صاحب و نیز ڈپٹی مدن لال صاحب وغیرہ کی کوشش سے ایک نمائش کے سالانہ جلسہ کی بنا پڑی جسمیں نہایت کامیابی ہوئی کلکٹر صاحب موصوف آپ سے اس تھوڑے سے عرصہ میں بہت خوش رہے اور چلتے وقت ۱۸ اپریل ۱۸۹۲ء کو یہہ یادداشت دی کہ۔

"مولوی حمید الدین احمد ڈپٹی کلکٹر اس ضلع میں ۵ مہینے رہے اب میں خیال کرتا ہوں کہ بوجہہ شکایت تنارستی انکی یہہ تبدیلی ضلع مین پوری کو ہوئی جبتک وہ یہاں رہے نہایت عمدہ کام کیا۔ بڑے محنتی اور کارآمد آفیسر ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ وہ اچھی ترقی کرینگے۔"

جب آپ مین پوری پہونچے تو مئی کا شروع مہینہ تھا۔ گرمی اپنا زور دکھا رہی تھی۔ مین پوری کی آب وہوا بھی ڈپٹی صاحب کے موافق نہیں ہوئی۔ پوربی اضلاع (گورکھپور وغیرہ) کی آب وہوا کے اثر سے ڈپٹی صاحب کی طبیعت پر جو ایک قسم کی کمزوری سی آگئی تھی۔ اب اوسمیں ترقی ہونے لگی اور جبتک مین پوری رہے کسی نہ کسی حکیم کی صلاح سے برابر دوا پیتے رہے۔

نومبر ۱۸۹۲ء میں ڈپٹی صاحب نے لڑکی کی شادی سے فراغت حاصل کرنیکے واسطے ایک مہینہ دس روز کی رعایتی رخصت لی۔ لیکن قبل اس سے کہ وہ اس کام کو کریں شاہجہانپور کے کسی طبیب کی تعریف سنکر بجائے وطن آنیکے مین پوری سے شاہجہانپور پہونچے۔ کچھہ دنوں وہاں رہکر ان طبیب صاحب کا علاج کیا لیکن کچھہ فرق محسوس نہ ہوا۔ آخر دسمبر میں ناچار وطن کو آئے اور شادی سے فراغت پاکر شروع جنوری ۱۸۹۳ء میں پھر مین پوری پہونچکر اپنے کام کا چارج لیا۔

مارچ ۱۸۹۳ء میں یہاں سے تبادلہ ہوگیا۔ اور اسمرتبہ وہ ضلع ملا جو قسمت روہیلکھنڈ کا صدر مقام ہے بریلی پہونچکر بھی آپکی طبیعت کچھہ درست نہیں ہوئی۔ بلکہ اب آپکی تنخواہ میں مستقل طور سے ایک طبیب کا حصہ قائم ہوگیا۔ اور ایک بیش قرار تنخواہ کا طبیب ساتھہ رہنے لگا۔

جن صاحب کا علاج مین پوری میں ہوتا تھا وہ ساتھہ آئے تھے اور بریلی کے اور نامی طبیبوں نے بھی

دیکھا مگر ہماری رائے میں آپ کا مرض کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ عام کمزوری تبخیر ضعف معدہ وغیرہ کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن باوجود تندرستی کے ایسی خراب حالت کے ڈپٹی صاحب بہادر نے سرکاری کام میں کبھی کمی نہیں کی۔ بلکہ جس محنت کے ساتھ ہمیشہ سے وہ کام کرنے کے عادی تھے ویسے ہی اور اوسی دلچسپی کے ساتھ اپنے کار منصبی کو انجام دیتے رہے۔ یہ وہ وقت تھا کہ بریلی کے ہندو مسلمانوں میں نفاق کا شعلہ بھڑک رہا تھا۔ بقر عید (۱۸۹۳ء) کے موقعہ پر ہندوؤن نے اتفاق کر کے بازار بند کر دیا۔ اور کبھی روز تک مسلمان اور ہندوؤن کے باہمی لین دین کا سلسلہ بند رہا۔ آپ نے اس موقع پر و نیز عشرہ محرم میں حکام ضلع کو اپنی دانائی اور تجربہ کی بدولت اوس پالیسی کے اختیار کرنے کی صلاح دی۔ جسکے وجہ سے اون نازک اوقات میں حکام ضلع کی نیکنامی قایم رہی۔ اور رعایا میں بھی امن رہا۔ جو چٹھی عشرہ محرم وغیرہ کے حسن انتظام کے شکریہ میں مسٹر میکفرسن وغیرہ صاحبان مجسٹریٹ بریلی نے آپکو دی ہیں انکو ہم درج کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

اسی ضلع میں آپ ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مستقل ہوئے۔ اور یہاں ہی چھٹے گریڈ یعنی ۳۰۰ روپیہ کے درجہ پر ترقی پائی۔ اور یہاں سے ڈپٹی صاحب ضلع شاہجہانپور کو تبدیل ہوئے۔

۱۳ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو شاہجہانپور پہونچکر چارج لیا۔ اور ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۶ء تک وہان رہکر مدت ملازمت اور اوسی کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام ختم کیے۔ یہان کے زمانہ ڈپٹی کلکٹری میں ضلع کی تقسیم تصدیق کھیوٹ کے واسطے صاحب کلکٹر ضلع نے صاحبان بورڈ سے ایک تجربہ کار ڈپٹی کلکٹر کو مانگا وہان سے ڈپٹی صاحب نامزد کیے گئے اور آپ نے اس کام کو ۲۱ نومبر ۱۸۹۵ء سے ۶ اپریل ۱۸۹۶ء تک نہایت محنت اور تیزی سے انجام دیا اور یہ مسٹر لیف۔ بی۔ میولاک کلکٹر ضلع کی بڑی خوشنودی کا باعث ہوا اس کام کو ختم کر کر ڈپٹی صاحب پھر ضلع کا کام بدستور کرنے لگے۔ شاہجہانپور میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا دسوان سالانہ اجلاس دسمبر ۱۸۹۵ء میں ڈپٹی صاحب ایسے بزرگوں ہی کے پاک نفوس کی بدولت جو اسوقت شاہجہانپور میں موجود تھے منعقد ہوا۔ ڈپٹی صاحب باوجود ناسازی طبیعت کے شریک کانفرنس ہوئے۔ اور چندہ دیا۔

اسی ضلع مین بموجب* حکم گورنمنٹ نمبری ۳۱۲۰ - ۲۲ جولائی ۱۸۹۶ء سے آپکی ترقی پانچوین گریڈ یعنے چارسو کے درجہ پر ہوئی۔

ڈپٹی صاحب کی عادات اور مذہبی خیالات

پر ریویو

ہمارے ناظرین - ڈپٹی صاحب بہادر کے پچھلے حالات کو (جو ہم نے اسوقت تک بیان کیئے) پڑھکر اسبابات کا خوب اندازہ کر سکتے ہین کہ مروت اخلاق - حلم - سخاوت - انکساری - دلیری - آپکی سرشت مین داخل تھی - اب ہم دکھلائینگے کہ روزمرہ کی دنیوی معاملات مین آپکا برتاو کیسا تھا۔

ڈپٹی صاحب کا معاملہ بہت صاف تہا - بے ایمانی کی طرف کبھی اونکا گمان بہی نہ جاتا تہا - ہر شخص جسکو اون سے کبھی کسی طرح کا اتفاق اس دنیوی زندگی مین پڑا ہی خوب جانتا ہی کہ وہ اعلے درجہ کے ایماندار تھے۔

سچ یہ ہی کہ بڑے دیانتدار تھے - بڑے امین تھے - یہی وجہ تھی کہ ہر شخص انکو اپنا رازدار بنانا پسند کرتا تھا - اسمین شک نہین کہ صفائی معاملہ اونکی عادت مین داخل تھی جسکی وجہ سے یہ مثل وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ حساب جو جو بخشش سو سو - لیکن بسا اوقات اونکی پیدایشی مروت اس عادت پر غالب آجاتی تھی اور یہی باعث تہا کہ وہ اپنے غریب بھائی کے مقابلہ مین خود دبجاتے تھے - سخاوت کا اعلے جوہر بھی آپ مین موجود تھا - کوئی سایل کبھی آپکے در سے خالی نہین پھرا - موقع اور وقت کے لحاظ سے جو کچھ بن آتا وہ اوسکی نذر کرتے - خیرات دینے کا اصول نہایت عمدہ تہا - علاوہ اون سایلون اور گداگرون کے جو دروازہ پر مانگنے آتے ہین اکثر افلاس زدہ شریفون اور بیوہ عورتون کی چھپ کر حاجت روائی کیا کرتے تھے - اس قسم کی مثالین بعد آپکے وفات کے معلوم ہوئین - علاوہ اس طریقہ خیرات کے یتیم خانہ انجمن اسلامیہ وغیرہ کو چندہ کے ذریعہ سے مدد پہونچاتے - مہمان نوازی کا یہ حال تھا کہ کبھی آپنے دسترخوان پر تنہا کھانا نہین کھایا - ہمیشہ دو چار مہمان آپکے یہان موجود رہتے - جنکی

* یہ حکم گورنمنٹ گزٹ سرکاری مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء مین شایع ہوا ہی جسکا دیکھنا آپکو نصیب نہ ہوا کیونکہ ۱۲ اکتوبر کی صبح کو جب یہ گزٹ تا ہنوز نہ پہونچا تھا - آپ اس دنیا کو خیرباد کہہ چکے تھے۔

آپ مین استغنا بہی ہوئی تھی کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص اپنے ساتھ برائی کرے تو اوسکے جواب مین اوسکے ساتھ نیکی کرنا چاہیئے۔ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہی کہ آپ کا اپنے دوستون عزیزون کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا۔ منشی **عبد العزیز** صاحب جو اب شاہجہانپور مین سپرنٹنڈنٹ چونگی ہین آپ کے مشہور دوستون مین کہے جاتے ہین۔ ڈپٹی صاحب نے اپنے زمانہ تحصیلداری مین انکو جبکہ بوجہ زیادتی عمر وہ نوکری سے ناامید ہو چکے تھے مسٹر **لوپر** کلکٹر شاہجہانپور سے خاص سفارش کرکے لہر مین بعہدہ سپرنٹنڈنٹ چونگی نوکر کرایا تھا اور اسی طرح سے اور عزیز و دوستون کے ساتھ جب موقع پایا آپ نے سلوک کیا۔ تعصب کا آپ مین نام نہین تھا۔ ہندو مسلمانون کو ایک نظر سے دیکہتے تھے۔ دلیری آپ مین اعلے درجہ کی تھی۔ بزدلی طبیعت کو چھو نہین گئی تھی۔ یہی وجہہ تھی کہ سرکار انگریزی کے واسطے جان نثاری کو طیار رہتے تھے۔

انکساری کی صفت بھی آپ مین قابل تعریف تھی۔ باوجود اس ثروت و حکومت کے غرور کا نام تک نہین تھا۔ ہمیشہ سادہ وضعی مین بسر کی۔ باوجود اسکے کہ انگریزی فرنیچر فرش فروش وغیرہ سے جسکا آپ کو بہی شوق تھا آپ کا مکان ہمیشہ سجا رہتا تھا۔ ہمنے اکثر دیکہا ہی کہ ایک معمولی مونڈہے پر بیٹھے ہوئے آپ سرکاری کام کر رہے ہین۔ اور دوسرے مونڈہے پر ماتحت اہلکار بیٹھا ہوا پیشی کر رہا ہی۔

مروت اس درجہ تھی کہ اپنے کسی ادنے خادم کو بھی خواہ اوس سے کتنا ہی ناراض ہون اپنی زبان سے معزول نہین کیا۔ اپنے پرائے چھوٹے بڑے سب سے شیرین کلامی سے پیش آتے تھے۔ تحکم کو اپنی گفتگو مین کبھی دخل نہ دیتے۔ مرزا داغ دہلوی کا یہ شعر اکثر پڑہا کرتے تھے۔ اور اسی پر عمل تہا ؎

٢ خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہیئے

١ دشمنون سے دوستی غیرون سے یاری چاہیئے

گو آپ بامروت تھے لیکن صاف گو بھی اول درجہ کے تھے بقول کسیکے ؎

آئینہ منہ پہ برا اور بھلا کہتا ہے

سچ ہی ہے صاف جو ہوتا ہی صفا کہتا ہے

چونکہ آپ ایک منطقی طالبعلم تھے اسلیئے کسی بات کو سنا نہ آہی یقین نہین کر لیتے تھے۔ بلکہ تقریر او دلیل سے

اوسکو خوب منقح کر لیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ دو دعوے بے دلیل قبول خرد نہین۔"

طبیعت آپ کی نہایت جیش پسند تھی۔ میوزک سے بہت شوق تھا۔ گانا اکثر سنا کرتے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ انٹرسٹ آپ کو جس چیز سے تھا وہ اپنا منصبی کام تھا۔ کبھی اپنی ڈیوٹی سے کسی چیز کو ترجیح نہین دی۔ اوسے سب سے مقدم جانتے تھے۔ آپکے کیرکٹر مین یہی ایک پکیولیرٹی تھی جس سے آپکو ہر کام مین فتحمندی حاصل ہوتی تھی۔

آپکے مذہبی عقاید کی نسبت صرف اسیقدر لکہنا کافی ہے کہ آپ ایک سچے مسلمان تھے سنی المذہب حنفی الملت تھے۔ بزرگان اور اولیائے کرام کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے تھے۔

خاتمہ

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

جو لکہنوی حکیم صاحب ڈپٹی صاحب بہادر کی ملازمت مین تھے وہ ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء مین رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے۔ انھون نے ڈپٹی صاحب بہادر کی تندرستی کو معمولی حالت مین چھوڑا تھا۔ ضعف البتہ کسیقدر بڑھ گیا تھا۔

آخر اگست مین حکیم صاحب نے آپکو مگدر وغیرہ کی ورزش شروع کرائی تھی۔ حکیم صاحب کے چلے جانے پر جب ضعف زیادہ محسوس ہونے لگا تو ڈپٹی صاحب نے ورزش چھوڑ دی تھی۔ شروع اکتوبر مین تشخیص انکم ٹیکس کی عذرداریان سننے کے واسطے پوایان جانا پڑا۔ یہان پہونچکر مرض نے نیا رنگ پکڑا جسکا زہریلا اثر آپکے حق مین مہلک ثابت ہوا۔ ۲ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو پوایان مقام تھا۔ ڈاک بنگلہ مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ شام کا کھانا کھاکر حسب معمول آرام کے واسطے پلنگ پر تشریف لے گئے۔ چار بجے صبح کے وقت ایک تنفس کی سی حالت شروع ہوئی۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ فوراً بلائے گئے دوا دی گئی جس سے اسوقت کچھ تسکین ہوئی مگر چونکہ تنفس نے مرض مین ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اسوجہ سے آپ نے مناسب سمجھا کہ صاحب سول سرجن ضلع سے مشورہ لیا جائے اور دریافت کیا جائے کہ اس

تنفس کا کیا سبب ہے۔ ۳ر اکتوبر کو آپ بوایان سے شاہجہانپور واپس آ گئے۔ آتے ہی اول صاحب ضلع سے اپنی واپسی کی اطلاع کی اور مرض کا حال بیان کر کر رخصت کی خواہش ظاہر کی۔ انھوں نے کہا کہ سول سرجن صاحب سے ملکر کسی دوا کا استعمال کیجیے۔ اور کام کم کیجیے اگر کچہری آنے میں تکلیف ہو تو مکان پر کچہری کیجیے کچھہ ضرورت رخصت کی نہیں معلوم ہوتی۔ بہت جلد آپ کی یہ شکایت دور ہو جائیگی۔ چنانچہ ڈپٹی صاحب بہادر نے رخصت کا ارادہ فسخ کیا اور مکان پر کام کرتے رہے۔ جو حالت تنفس کی ۲ر اکتوبر کی رات کو بوایان میں پیدا ہوئی تھی وہ مرتے دم تک باقی رہی۔

سول سرجن صاحب نے آپ کی حالت کو دیکھکر مرض کو مہلک نہیں سمجھا بلکہ معمولی کمزوری میں قدری زیادتی بتلائی اور اسی کو وجہہ تنفس فرمایا اسکے دفعیہ کی دوا دی لیکن کچھہ کمی نہیں ہوئی۔ وقت انتقال تک برابر سول سرجن صاحب اور اونکے اسسٹنٹ حالت کو دیکھتے رہے لیکن کسی نے یہہ نہیں سمجھا کہ یہہ مرض آپ کی جان کے ساتھہ جانے والا ہے۔ چونکہ ڈپٹی صاحب ہمیشہ سے یونانی علاج کے عادی تھے اس وجہہ سے اپنی دلجمعی کے واسطے اور ہر وقت کی حالتیں کمی بیشی بتلانے کے لیے آپ نے ایک یونانی طبیب کا بلانا جو ہر وقت پاس موجود رہے ضروری سمجھا۔ ایک رامپوری طبیب کو جنھوں نے پہلے بریلی میں آپ کا علاج کیا تھا بلانیکے واسطے آپ کے صاحبزادہ محمد وحید الدین صاحب بتاریخ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۱ء روانہ رامپور ہوئے اور فوراً دوسرے دن معہ طبیب صاحب واپس آ گئے۔ اور اب علاج تو بدستور ڈاکٹر صاحب کا ہوتا رہا۔ لیکن طبیب صاحب نبض وغیرہ دیکھہ کر مریض کی طبیعت کا اطمینان کرتے رہے اس حالت کو ایک ہفتہ گذر گیا اور تنفس کی زیادتی کی وہی کیفیت رہی۔ تو مجبوراً ڈپٹی صاحب کی یہہ رائے ہوئی کہ اپنے عم بزرگوار حافظ حکیم مجاہد الدین ڈاکٹر صاحب کو بدایون سے بلائیں چنانچہ ۱۰ر اکتوبر کی شام کو صاحبزادہ صاحب موصوف اس کام کے واسطے بدایون تشریف لے گئے۔ ۱۱ر اکتوبر کو حکیم صاحب کے آنے کا انتظار تھا۔ مگر اوسیدن شام کو آٹھہ بجے کی ٹرین میں تنہا صاحبزادے صاحب حکیم صاحب کا یہہ پیام لیکر واپس آئے کہ وہ کل کسی وقت کی گاڑی میں تشریف لائینگے

۱۱ اکتوبر اتوار کا دن ڈپٹی صاحب کے واسطے دنیا کا آخری دن تھا لیکن دیکھنے والے کو یہہ ہرگز تمیز نہین ہوتا تھا کہ آپ کو آج رات کے بعد دوسری صبح نصیب ہوگی۔ اور تمیز ہوہی کیونکر سکتا تھا جب آپ کے ہوش وحواس موجود تھے جو حالت آٹھ دس روز سے تھی اوسمین کچھہ زیادتی معلوم نہوتی تھی۔ کچہری کا کام برابر مکان پر دن کے دن تک کرتے رہے۔ مغرض کسی معمول مین آپ کے مرتے وقت تک فرق نہ آیا آپ ہمیشہ کچہری سے واپس آکر شام کے چار بجے کوٹھی کے باغیچے مین بیٹھا کرتے جو لوگ ملنے کو آتے اون سے باخلاق تمام وہان بیٹھکر بات چیت ہوا کرتی۔ چنانچہ ۱۱ اکتوبر کی شام کو اپنی عادت کے موافق وہان بیٹھے اسسٹنٹ سرجن صاحب منشی **عبد الوحید** صاحب ڈپٹی کلکٹر وغیرہ ملنے کو آئے۔ اون سے بہت بشاشی کے ساتھہ گفتگو کی اور اپنے مزاج کی کیفیت بیان کی۔ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا۔ لیکن افسوس کہ اوسکے استعمال کی نوبت نہ آئی۔ آٹھ بجے شب کے قریب یہہ صحبت برخاست ہوئی اور آپنے گھر مین جاکر ہاتھہ منھہ دہویا۔ اور کھانا مانگا۔ کھانا کھایا تو گیا مگر پابندی وقت کے لحاظ سے اپنے کھانے کے معینہ وقت کو ٹالنا نہ چاہا۔ کھانا کھانے کے بعد باہر اپنے بستر پر آکر لیٹ گئے۔ اب رات کے دس بجے کا وقت تھا کہ مرض نے کچھہ زیادتی کی صورت پکڑی۔ گو موسم سرما کی آمد آمد تھی۔ گرمی کے کپڑے سرمائی لباس سے بدلے ہوئے نظر آتے تھے۔ مگر آپ کو اسوقت بے انتہا گرمی معلوم ہورہی تھی۔ پنکھے پر پنکھے چل رہے تھے۔ لیکن گرمی کی شکایت رفع نہ ہوتی تھی۔ کروٹین بدل رہے تھے کسی پہلو چین نہین آتا تھا۔ اسوقت دنیا کے متعلق جو گفتگو چھیڑی جاتی تھی۔ اوس سے عدم توجہی ظاہر کرتے بار بار کلمہ طیب اور درود پڑھتے۔ اور آس پاس والون سے بھی ایسا ہی کرنے کو کہتے دو بجے کے بعد کچھہ چین سا آگیا اور ایسا سمجھا گیا کہ آپ کی آنکھہ لگ گئی۔ اوسکے دو گھنٹے کے بعد یکایک آپ کی زبان سے یہہ الفاظ نکلے کہ "یا اللہ یہہ کیا ہورہا ہے" اور پھر یا اللہ کہا اور اسی کہنے کے ساتھہ روح جسم سے نکل گئی۔ جو آخری لفظ آپکی زبان سے نکلا وہ **اللہ** کا نام تھا۔ زندگی مین بھی اللہ ہی کا نام آپ کا تکیہ کلام تھا۔ یہان تک کہ اگر پانی بھی مانگتے تو یہی کہتے کہ اللہ* پانی لاؤ۔ افسوس افسوس آج ایک خوش نصیب اقبالمند بیٹا حسرت زدہ غم نصیبون کو چھوڑکر دنیا سے رخصت ہوگیا۔

* اس سے آپکا یہہ مطلب ہوتا تھا کہ خدا کے بھروسے پر یہہ کام کرو۔

اسوقت صبح کے چار بجے ہون گے۔ پیر کا دن ہے۔ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ کی چوتھی تاریخ ہے جو ۱۲ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کے مطابق ہے۔ اس کوٹھی سے جو شاہجہانپور محلہ گوہر پورہ مین سبزی منڈی کے قریب واقع ہے اور جو ڈپٹی صاحب کی فرودگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ عجب جگر خراش رونے کی صدائین نکل نکلکر باہر کے آنے جانے والون کے دلکو تڑپا رہی ہین۔ جو سنتا ہے وہ رونے لگتا ہے۔ جتنے شخص اسوقت یہان موجود ہین وہ سب کے سب ایک دلی جوش کے ساتھ بے اختیاری سے چیخ چیخ کر رو رہے ہین۔ ایک یا کہہ رہا ہے ہاے میرا سردار کدھر گیا۔ ایک چلا رہا ہے آہ! میری کمر ٹوٹ گئی۔ ایک ہے کہ روتے روتے بالکل چپ ہو گیا ہے۔ سکتہ کا سا عالم ہو رہا ہے۔ کچھ کہتے نہین بن پڑتا۔ کوئی خدا کا بندہ جو دنیا کا سب گرم و سرد دیکھ چکا ہے۔ اوس مرحوم کے فرزند دلبند کو جسپر اسوقت قیامت ٹوٹ پڑی ہے اس طرح سے سمجھا رہا ہے کہ بھائی صبر کرو صبر! ماں باپ کسیکے ہمیشہ زندہ نہین رہتے۔ ایک دن سب کو مرنا ہے۔ اب رونے دھونے سے کچھ فایدہ نہین۔ اون کے لیے دعاے خیر کرو۔

وہ غم نصیب خاموش۔ دونون ہاتھون سے سر کو تھامے ہوے کھڑا ہے۔ آنکھون سے آنسو جاری ہین اوسکو کچھ جواب نہین دیتا۔ اپنے دل ہی دلمین کہہ رہا ہے کہ ہاے یہ کیا ہو گیا۔ کوٹھی کے زنانے کمرے مین کچھ اس سے بھی زیادہ کہرام بپا ہے۔ جس کا اعادہ ناممکن ہے۔ قلم کو لغزش ہوتی ہے دل بھر آتا ہے۔ مستورات مین سے اسوقت آپ کی دونون بیویان۔ لڑکی۔ صاحبزادہ صاحب کے گھر مین اور آپکی ہمشیرہ صاحبہ وغیرہ سب یہان موجود تھین۔ ہم انہین سے کس کس کی جگر دوز آواز کو دوہرائین۔ بس کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ اور اس دردناک بین کے لکھنے سے ہمارا پھر وہی حال ہوا جاتا ہے جو اسوقت تھا جبکہ یہ واقعات ہماری نظر کے سامنے گذر رہے تھے۔ آہ! صرف وہی نہین مرے بلکہ ہماری ہزارون تمنائین اور امیدین جو اون کے ساتھ وابستہ تھین مر گئین ہمارے رنج و غم اور حسرتون کا اندازہ کچھ وہی خوب کر سکتا ہے جسپر کوئی ایسا وقت گذر چکا ہے۔ غرض صبح سے دن گیارہ بجے تک یہی رونا دھونا مچا رہا۔ تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا۔ ۱۲ بجے دوپہر تک اوسی کوٹھی کے قریب ایک چہار دیواری مین جو گھنگرون والے تکیہ کے نام سے مشہور

ہے آپ کو دفن کر دیا۔
جنازہ کی نماز اچھی جماعت کے ساتھ پڑہی گئی۔ فوراً ہی اوسی دن اس جانکاہ واقعہ کی خبر دور دور تک پہونچگئی۔ جس نے سنا افسوس کیا۔
روہیلکھنڈ گزٹ بریلے۔ پیسہ اخبار لاہور۔ افضل الاخبار دہلی۔ سفیر بمبئی۔ نے اپنے قیمتی کالمون کو اس ہر دلعزیز اور نامور شخص کے انتقال کا ذکر کرکے ماتمی بنایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ماتم کسی خاص گھر یا کسی خاص شہر تک محدود نہ تھا۔ بلکہ تمام ملک اور قوم مین آپکی وفات پر افسوس کیا گیا۔ لیکن افسوس سے کیا ہوتا ہے۔ سب کو ایکدن یہی راہ درپیش ہے۔ یہہ موت قدرت کا ایک ایسا واجب التعمیل اور نہ ٹلنے والا حکم ہے۔ جو نہ آج تک ٹلا ہے اور نہ آیندہ ٹلنے والا ہے۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ انتظار علیہ ہم مین اور اُن مرحوم مین دایمی مفارقت ہوجاوے۔ اور موت کا فرشتہ اونکو ہم سے چھوڑا کر دوسرے جہان مین لیجاوے۔
اب مین اس رسالہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خدا اونکی مغفرت کرے آمین۔ آمین۔ یہہ سچ ہے کہ کوئی شخص کسیکی نسبت یہہ نہین کہہ سکتا کہ فلان شخص کی نجات ہوگئی یا فلان شخص جہنمی ہے کیونکہ سوائے اون چند صحابہ کے نجات کے جسکی خوشخبری خود ہمارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ہم کبھی کسیکو ناجی یا ناری کہنے کے مجاز نہین ہین۔ لیکن ان مرحوم کے مرتے وقت کے ظاہری آثار پر نظر ڈالکر ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ آپ کا خاتمہ بخیر ہوا۔

اللہ بس باقی ہوس فقط

خاتمہ طبع

التماس

اکثر صاحبان نے اس کتاب کی نسبت اپنی قیمتی رائین بطور ریویو یا تقریظ کے میرے پاس لکھ بھیجین لیکن بوجہ عدم گنجایش مین اُن سب کی اشاعت نہین کرسکتا ہون صرف اسقدر کہ مقرہا حافظ یوسف علیخان صاحب مدرس وسکرٹری مدرسہ مسلمانان تلہر کا ریویو درج کرتا ہون باقی حضرات معاف فرماوین۔ نیازمند مہتمم

تقریظ از جناب حافظ **یوسف علیخان** صاحب رئیس تلہر سابق چیئرمین میونسپلٹی تلہر ممبر ڈسٹرکٹ و میونسپل بورڈ تلہر آنریری سکریٹری ایم اے او کالج برانچ اسکول تلہر

زندۂ جاوید ہست ہر کہ نکو نام زیست
کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

اصلی خوش نصیبی اور بلند اقبالی و نام آوری دنیا میں اسی کا نام ہے جو ہر ایک انسان کو اپنی عمر تمام ہونے کے بعد حاصل ہوا کرتی ہیں مگر ان دونوں نعمتوں کی دو قسمیں ہیں اول مجازی جو کہ انسان کے زمانہ حیات ہی میں ملتی ہیں جاتی ہیں دوم حقیقی جو بعد مرنے کے ہی اپنا رنگ دکھاتی ہیں پہلی قسم کو آگرچہ کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہاں دوسری قسم کی شرح میں مختصر طور پر اتنا ضرور کہونگا کہ اسکا ہونا اپنی زندگی میں ساتھ ہونا کام ہے اگر ویسا ہی مرنے کے بعد بھی کل مخلوق کا ممدوح بنا رہا تو یقیناً سمجھا جائیگا کہ یہی حقیقی خوش نصیب اور حقیقی بلند اقبال کہنے کے قابل ہے لفظ ممدوح سے میرا مقصد یہی نہیں ہے کہ چند شعرا اسکی مدح میں ہیں بلکہ وہ خوش نصیب ہے کہ اسکی اصلی خوش نصیبی یہ ہے کہ ادنی سے اعلی تک اسکا ذکر خیر ہوتا رہے اسی طرح بالکل اسکی فکر کرنا اور سیلاب کو ملک کے نقصان کیساتھ اسکو مرنے پر حسرت و افسوس ہو جیسے میرے مکرم خدا بیامرز منشی **حمید الدین احمد** صاحب مرحوم کا ذکر و نام ایسا ہے کہ اب بھی زندہ ہے جو ان کی اولاد نے قائم کیا ہے ساٹھ سال رہے اور ڈپٹی کلکٹر رہ کر عالم جاودانی کو پہنچے ہیں لیکن ان دونوں مقاموں میں کوئی ایسا نہیں جو ان کی ذکر خیر کی آواز میں نہ ہو بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کوئی متنفس ایسا نظر نہیں آتا جو انکی محامد کو ہر وقت زبان پر نہ رکھتا ہو سبحان اللہ زندگی جاوید اسی کا نام ہے اسی طرح یہی کہ بعد مرنے کے یاد کوئی گاہ گاہ کرے ہمکو امید ہے کہ اس تقریظ کے ناظرین **یوسف** شہوریدہ قوم کے اشتیاق کو اسی مقدار سے پھول نظر آئیگا جو ڈپٹی صاحب مرحوم کے درمیان سلسلہ جاری ہے بیشک ہماری نعمت وہ ہے جو ثابت کی اکثر اوقات اتفاق ہوتا لیکن اسی سلسلہ میں ہمارا اسکا اظہار منظور نہیں ہے بلکہ میں اپنے دعوے کے ثبوت میں انکی وہ سوانح عمری پیش کرتا ہوں جسکو میرے معزز دوست صاحب علم و فضل قوم کے لیڈر مولوی نظام الدین حسین صاحب **نظامی** بدایونی نے تالیف کیا ہے جو ایک عجیب دلچسپ کتاب ہے بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی بنیاد ہے جو مولف نے مختلف واقعات کو ذکر میں فی زمانہ کا فوٹو کھینچا ہے اور جس لطف سے بیشمار حالات کو ڈپٹی صاحب مرحوم کی سوانح عمری کے ضمن میں مرقوم کیا ہے اسکی پوری قدر صرف اہل دیدہ و بینا ہی کر سکتے ہیں۔ الغرض یہ وہ تالیف ہے جو اپنے طرز کی عالیجناب قومی فیلنگ اور لیاقت کو تمام عالم پر ثابت کر رہی ہے یہ وہ تالیف ہے جسکی قوم اور ملک دونوں کو ضرورت تھی اور یہ وہ تالیف ہے جو نوجوان طالب علموں کو اردو لٹریچر کے سکھانے میں استاد شفیق کا کام دے سکتی ہے مولانا **نظامی** کی نیچرل قابلیت اور قدرتی ذہانت کو ذکر کرنے کی ہمکو کوئی حاجت نہیں ہے انکی یہ تالیف اور آئندہ تالیف کے اعلی مضامین اور انکی عبارت کی روانی خود ہی نہیں بلکہ لفظ لفظ اور نقطہ نقطہ انکی نظامی پاس کچھ شاہد عادل ہے اس باب میں اس تقریظ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خداوند قادر اس نوجوان خوش بیان مصنف کو ترقی و فیروزی کیساتھ عمر خضر عنایت فرمائے اور انکی ایسی بیش بہا تصنیفات اور قابل قدر تالیفات سے ملک اور قوم دونوں کو نفع پہونچائے۔ فقط

کلام دلدار علی مذاق

چھپکر طیار ہو گیا

اس نام سے کان آشنا تو ہوں گے اور اس نسخہ سے آنکھیں بھی نورانی ہوئی ہونگی اس کلام کے کلیم سے تو آپ خوب ہی واقف ہو گئے
تاہم اس اشتہار کے لیے کچھ مختصر حال کلام و کلیم کا لکھتا ہوں حضرت مولوی محمد دلدار علی صاحب قدس سرہ العزیز ساکن بدایوں جب
ایک ادنی [illegible] علیہ کی شاگردی اختیار فرما کر مذاق تخلص
کیا اور فن شاعری میں وہ کمال پیدا کیا کہ خود استاد آفاق ہو گئے۔ اسکے بعد راہ سلوک و تصوف میں قدم رکھا تو
ہزاروں آدمیوں کو دولت فقر سے مالامال کر دیا اور اب سلسلہ فیضان نہایت شد و مد سے جاری ہے خدا اسکو
ہمیشہ جاری رکھے عالم حیات ظاہری میں تھوڑا تھوڑا کلام مبارک بعض بعض عقیدتمندوں نے اپنے
اپنے مذاق کے موافق طبع کرایا سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں ایک مختصر رسالہ طبع ہوا تھا اسکا تاریخی نام کلام
دلدار علی مذاق تھا سنہ ۱۳۳۲ ہجری میں حضور اقدس نے رحلت فرمائی بدایوں سے جانب شمال
لب سڑک آپکا مزار منقل ہے درگاہ شریف ہے تاریخ تعمیر درگاہ معلی روضۂ منورہ آستانہ عالیہ پر کندہ ہے وہاں
ہر سال بارہ ربیع الثانی تک عرس و میلہ بطریق مشائخ چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوتا ہے بعد وصال شریف
نہایت کوشش سے کلام مبارک مطبوعہ و غیر مطبوعہ جہاں تک دستیاب ہوا مجموعتاً طبع کیا گیا ہے اور اسی لحاظ سے اس مجموعہ کا
نام بھی کلام دلدار علی مذاق ہے نعت و منقبت صوفیانہ و عاشقانہ ہر قسم کے کلام کا مجموعہ ہے عمدہ کاغذ نہایت صاف چھپائی
اور ۱۰ جزو کی ضخامت ہے قیمت کاغذ ولایتی ([illegible]) اور ردیم کاغذ حلائی ([illegible]) معہ محصولڈاک ([illegible]) اور ([illegible])

المشتہر
محمد آغا جان مالک مطبع وکٹوریہ پریس و مہتمم سلطنت بدایوں

ناول

"رضیہ اور مسعود"

ادائے مطلب دل ہم سے سیکھ جائے کوئی
انھیں سنا ہی دیا حال داستاں کی طرح

[illegible] کتاب سے [illegible] مصنف مولانا نظامی بدایونی کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جو علیگڈھ [illegible] [illegible] پڑھ رہے ہیں قصہ کے ذریعہ سے وہاں کے تعلیم کی خوبیوں کو سمجھیں اور [illegible] [illegible] ناول میں علیگڈھ کالج کی زندگی کا سچا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ اسکے ساتھ [illegible] [illegible] ناول کا اعلیٰ درجہ کا ہے۔ غرض اردو زبان سے مذاق رکھنے والے لٹریچر کی خاطر [illegible] شوق سے پڑھتے [illegible] حسن و عشق کے دلدادہ اسکے سچے جذبات اور خوشنما سین پڑھکر بیتاب ہو جاتے ہیں [illegible] انھیں کا [illegible] ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو منیجر صاحب پبلک بند گزٹ دہلی سے صرف چار آنہ بھیجکر طلب [illegible] یہ صرف پہلا حصہ ہے دوسرا [illegible] اس قصہ کا تتمہ لکھا گیا ہے جلد شایع ہوگا۔ فقط

نیازمند
محمد ولی الدین برادر مؤلف

ن۳۲س ۲۹۷

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is *kept over time.*

۳۶۲

LIBRARY
MAULANA AZAD

LIBRARY

URDU STACKS

STACKS

Date	No.	Date	No.